

آئین پاکستان کی اساس: شریعت

”کون کہتا ہے کہ پاکستان کے آئین کی اساس شریعت پر نہیں ہوگی۔ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ مُفسد ہیں۔ ہماری زندگی میں آج بھی اسلامی اصولوں پر اس طرح عمل ہوتا ہے جس طرح کہ تیرہ سو سال پہلے ہوتا تھا۔ اسلام نے جمہوریت دکھائی ہے، مساوات اور انصاف کا سبق دیا ہے۔ لہذا اسلامی اصولوں پر عمل کرنے سے ہم ہر ایک کے ساتھ انصاف کر سکیں گے۔“

”اسلام صرف چند رسوم، روایات اور مذہبی اصولوں کا نام نہیں بلکہ مسلمانوں کے سیاسی، اقتصادی و دیگر مسائل کی رہبری کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام کی بنیاد صرف ایک اللہ پر ہے۔ انسان انسان میں کوئی فرق نہیں۔ مساوات، آزادی اور بھائی چارہ اسلام کے مخصوص اصول ہیں۔“

”کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ ایک عزم کے ساتھ متحد ہو کر نہ چلے۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور مملکت کے لیے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہے، قُربانیاں دینی ہیں اور وقت پڑے تو جان بھی دے دینا ہے، تا وقتیکہ پاکستان ایک عظیم مملکت نہ بن جائے۔“

’بش‘ اینڈ دی لیمنب

صدقہ کا مفہوم اور اُس کی وسعت

بجُل: ایک مہلک مرض

بوسنیا کی تنظیم ملت اسلامیہ

امریکہ کا اگلا ہدف کون؟

وہ شاخ ہی نہ رہی.....

تبصرہ کتب

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَمْنَا كُلَّ ذِي ظُفْرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَمْنَا عَلَيْهِمْ شَحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوْ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذَلِكَ جَزَيْنَهُمْ بِبَغْيِهِمْ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّا لَصٰدِقُونَ ﴿۱۴۶﴾ فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ شَيْءٍ ط كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّى ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِندَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لِنَاطِنٍ تَبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿۱۴۸﴾

”اور یہودیوں پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے۔ اور گایوں اور بکریوں سے اُن کی چربی حرام کر دی تھی، سوا اس کے جو اُن کی پیٹھ پر لگی ہو یا اوجھڑی میں ہو یا ہڈی میں ملی ہو۔ یہ سزا ہم نے اُن کو اُن کی شرارت کے سبب دی تھی۔ اور ہم سچ کہنے والے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو، تمہارا پروردگار صاحب رحمت و وسیع ہے۔ مگر اُس کا عذاب گنہگار لوگوں سے نہیں ملے گا۔ جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو اُن سے پہلے تھے یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ کر رہے۔ کہہ دو کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے (اگر ہے) تو اسے ہمارے سامنے نکالو۔ تم محض خیال کے پیچھے چلتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہو۔“

جانوروں میں سے بعض وہ ہوتے ہیں کہ جن کے پیر پٹھے ہوتے ہیں، مثلاً گائے، بھیٹس، بکری اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا ایک ہی کھر ہوتا ہے جیسا گھوڑا، اونٹ، بٹخ اور شتر مرغ وغیرہ۔ اللہ نے یہودیوں پر ایک کھر والے جانور حرام کر دیئے تھے۔ اسی طرح اُن پر گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی گئی تھی، سوائے اُس کے جو اُن کی پیٹھ کے ساتھ لگی ہو یا انتڑیوں کے ساتھ ہو یا جو ہڈیوں کے اندر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اِس کی وجہ بھی بتا دی کہ یہ یہودیوں کی شرارتوں کی سزا تھی، ورنہ یہ حرمت مستقل طور پر شریعت کا حصہ نہ تھی۔ اگر بنی اسرائیل یہ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں ابراہیم اور نوح کے زمانے سے ہی مستحکم حرام چلی آتی ہیں تو اُن کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ آیت کے آخر میں فرما دیا کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں، وہ بالکل صحیح ہے۔

اے نبی! اگر یہ آپ کو جھٹلا دیں، تو کہہ دیجئے کہ تمہارا رب بڑی وسعت والا ہے۔ یعنی یہ اُس کی رحمت کا مظہر ہے کہ تمہاری تکذیب پر تمہیں فوراً نہیں پکڑ رہا، فوراً معجزے نہیں دکھا رہا، مبادا تم ضد اور ہٹ دھرمی سے کفر پر اڑے رہو اور معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لاؤ، اور پھر اللہ تمہیں عذاب سے دوچار کر دے۔ اُس کی رحمت کا مظہر ہے کہ تمہیں مہلت دی جا رہی ہے۔ لیکن یاد رکھو، جب مجرم قوم پر اس کی پکڑ آ جائے تو اُسے ہرگز لوٹایا نہیں جاتا، اور وہ پکڑ بہت سخت ہوتی ہے۔ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا سے یہ غرض ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے، اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ گویا وہ اپنے خرافات اور کفریات کا استحسان ثابت کرنا چاہتے تھے۔ اُن کی اِس کٹ جھٹی پر فرمایا کہ تم سے پہلے بھی لوگوں نے بھی اسی طرح حق کو جھٹلایا، یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا۔ اے نبی، ان سے کہیے کہ اگر اس بات کے لیے تمہارے پاس کوئی دلیل ہے، کسی کتاب ہدایت میں لکھی ہوئی کوئی سند ہے، تو اُسے پیش کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارے پاس اپنے باطل، خیالات کے لیے کوئی سند نہیں، بلکہ تم یونہی اٹکل چوکی باتیں کرتے ہو۔

فرمان نبوی

پیش محمد پوس حجہ

امیر غریب ہر مسلمان کے لیے صدقہ لازم ہے

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ)) قَالُوا فَإِن لَّمْ يَجِدْ قَالَ ((فَلْيَعْمَلْ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقَ)) قَالُوا فَإِن لَّمْ يَسْتَطِعْ قَالَ ((فَلْيُعِينِ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ)) قَالُوا فَإِن لَّمْ يَفْعَلْهُ قَالَ ((فَلْيَأْمُرْ بِالْخَيْرِ)) قَالُوا فَإِن لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ ((فَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَكَ صَدَقَةٌ)) (رواه مسلم)

حضرت ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اگر کسی آدمی کے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: اپنے دست و بازو سے محنت کرے اور کمائے، پھر اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرے۔ عرض کیا گیا: اگر وہ یہ نہ کر سکتا ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: کسی پریشان حال محتاج کا کوئی کام کر کے اس کی مدد ہی کر دے (یہ بھی ایک طرح کا صدقہ ہے)۔ عرض کیا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: تو اپنی زبان ہی سے لوگوں کو بھلائی اور نیکی کے لیے کہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ (کم از کم) شر سے اپنے کو روکے (یعنی اس کا اہتمام کرے کہ اس سے کسی کو تکلیف اور ایذا نہ پہنچے) یہ بھی اس کے لیے ایک طرح کا صدقہ ہے۔

دبش، اینڈ وی لیمب

قیام خلافت کا نقیب

لاہور

ہفت روزہ

نوائے خلافت

جلد 17
7 تا 13 اگست 2008ء شماره
4 تا 10 شعبان المعظم 1429ھ 32بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
مگران طباعت: شیخ رحیم الدینپبلشر: محمد سعید اسحق طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہوڈ لاہور۔ 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زر تعاون
اندرون ملک.....250 روپے
بیرون پاکستاناٹلیا.....(2000 روپے)
یورپ ایشیا افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ کینیڈا آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

گزشتہ صدی کے عشرہ ساٹھ کے اواخر اور ستر کے آغاز میں امریکہ نے چین سے خفیہ سفارتی روابط کا آغاز کیا۔ ہنری کسنجر اور وزیر اعظم چو این لائی کی ملاقات چین میں طے پائی۔ ملاقات میں ترجمان موجود تھا جو دونوں طرف کی ترجمانی کا فریضہ ادا کر رہا تھا۔ ایک موقع پر جب وہ چینی وزیر اعظم کی گفتگو کا انگریزی میں ترجمہ کر رہا تھا تو چو این لائی نے اُسے ٹوکا اور کہا کہ تم درست ترجمانی نہیں کر رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چو این لائی بہت اچھی انگریزی بولنا جانتے تھے، لیکن وہ اپنی زبان کیوں چھوڑیں۔ شاہ فیصل شہید بھی بہت اچھی انگریزی بول سکتے تھے لیکن وہ تمام تر گفتگو عربی زبان میں کرتے تھے۔ فرانس اور جرمنی میں لوگ کسی بھی سطح پر انگریزی کو ترجیح نہیں دیتے حالانکہ اُن کا مذہب اُن کی ثقافت ایک ہے۔ سوال یہ ہے کہ لباس، زبان یا ثقافت میں دوسرے کی برتری کو کیوں تسلیم کیا جائے۔ اللہ رب العزت نے مختلف علاقوں کے لوگوں کو مختلف زبانیں سکھائیں۔ زبانیں سب اللہ کی ہیں۔ صرف یہ کہ جن زبانوں میں الہامی کتابیں نازل ہوئیں انہیں دوسری زبانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

بد قسمتی سے دنیا میں پاکستانی قوم ایک ایسی قوم ہے جس کی آزادی جتنی پرانی ہوتی جا رہی ہے، غلامانہ ذہنیت اتنی ہی زیادہ گاڑھی ہوتی جا رہی ہے۔ خصوصاً حکمران اور ایلٹیٹ طبقہ انگریزی دانی کو حقیقی علم سمجھتا ہے، بلکہ ہر اس شخص کو عالم اور دانشور سمجھ لیا جاتا ہے جو انگریزی روانی سے بول سکتا ہو اور ہر وہ شخص اُن پڑھا اور جاہل ہے جو انگریزی نہیں بول سکتا۔ ہمارے نئے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو، جو ماسٹر ڈگری ہولڈر اور ایک سے زائد کتب کے مصنف ہیں، امریکہ لے جایا گیا، پھر اُن سے انگریزی بلوائی گئی جو اُن سے صحیح طور پر نہ بولی جاسکی۔ سوال و جواب کے سیشن میں عجیب نقشہ تھا۔ اس لیے کہ سوال گندم اور جو اب چنا ہوتا تھا جس سے اُن کی نہیں، ملک کی جگ ہنسائی ہوئی۔ اگر وہ اردو میں یا سرائیکی میں گفتگو کرتے اور کھل کر اپنا مافی الضمیر بیان کرتے اور میزبانوں تک اُن کا پیغام مترجم پہنچاتا تو جگ ہنسائی سے بھی بچتے اور پاکستان کے موقف کو بھی زیادہ بہتر سمجھا جاسکتا تھا۔ بد قسمتی سے ثقافت، سیاست، بود و باش، زبان اور لباس کے معاملے میں ہمارا معاملہ اس ضرب المثل کے عین مطابق ہے، کو اچلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔

آب آئیے، وزیر اعظم کے دورہ امریکہ کے اثرات و نتائج کی طرف۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس وقت انہیں جس نے واشنگٹن کی طرف دھکا دیا، وہ دشمن نہیں تو دوست بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دبش انتظامیہ اب اپنا یوریا بستر لپیٹ رہی ہے۔ اسے اگلے تین چار ماہ میں نئی انتظامیہ کو اقتدار منتقل کرنا ہے۔ ہمارا اُن سے رابطہ اب سفارتی اور افسران کی سطح پر رہنا چاہیے تھا۔ پھر یہ کہ ہماری کم از کم 40 سالہ پرانی روایت ہے، ہمارا ہر نیا وزیر اعظم سب سے پہلے چین کا دورہ کرتا ہے۔ چین ایک ایسی عالمی سپر پاور ہے جس کا جغرافیائی تعلق ہمارے خطے سے ہے۔ کیا ہمارے حکمران امریکی عزائم کو سمجھتے نہیں؟ ہر مخلص پاکستانی کا اُس وقت سر پٹنے کو جی چاہتا ہے جب حکمران سوچے سمجھے بغیر یہ کہہ دیتے ہیں کہ دہشت گردی کی جنگ ہماری اپنی جنگ ہے۔ امریکہ نے اس ریجن میں دہشت گردی کے نام سے جنگ کیوں شروع کی، اب یہ بات قطعی طور پر راز نہیں رہی۔ اسرائیل کسی صورت میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی اسلامی ملک ایٹمی قوت کا حامل ہو اور امریکہ کا معاملہ یہ ہے کہ اُس کی شہ رگ پر اسرائیل اپنا نیچہ مضبوطی سے گاڑھ چکا ہے، خصوصاً اقتصادی حوالہ سے اگر آج اسرائیل چاہے تو امریکہ کے تمام سٹاک آپکھینچ کر لیش ہو جائیں اور اُس کی معیشت دیوالیہ ہو جائے۔ امریکہ اسرائیل کے اشارہ اور پرنا چنے کا پابند ہے۔ اسرائیل اُس کی عسکری قوت کو اپنی مرضی سے استعمال کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں امریکہ کا اپنا (باقی صفحہ 15 پر)

فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں

[بالِ جبریل]

عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بیتابی
سنا ہے خاک سے تیری نمود ہے، لیکن
جمال اپنا اگر خواب میں بھی تو دیکھے
گراں بہا ہے ترا گریہ سحرگاہی
تری نواسے ہے بے پردہ زندگی کا ضمیر
خبر نہیں کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی!
تری سرشت میں ہے کوکبی و مہتابی!
ہزار ہوش سے خوشتر تری شکر خوابی
اسی سے ہے ترے نخلِ کہن کی شادابی!
کہ تیرے ساز کی فطرت نے کی ہے مضرابی!

اس نظم میں اقبال نے آدم کی فطری صلاحیتوں کو فرشتوں کی زبان سے بیان

کیا ہے، چونکہ اقبال کے فلسفے کا بنیادی تصور ”آرزوئے کمال“ ہے (شوہن ہاور کے فلسفے کا بنیادی تصور ”آرزوئے زیست“ اور نیٹھے کے فلسفے کا بنیادی تصور ”آرزوئے“ اقتدار ہے)، اس لیے انہوں نے اپنی شاعری میں اور اپنی نثری تصانیف میں آدم کی پیدائش اور اس کے ہبوط کی داستان کے ضمن میں اسی حقیقت کو مختلف طریقوں سے واضح کیا ہے کہ اللہ نے انسان کو دنیا میں اسی لیے بھیجا کہ وہ اپنی خودی کو درجہ کمال تک پہنچا سکے۔ مثلاً انہوں نے ”پیام مشرق“ میں ”تسخیر فطرت“ کے عنوان سے تخلیق و ہبوطِ آدم کی داستان پانچ مسلسل نظموں میں لکھی ہے، جن میں سے ہر نظم، شاعری اور فلسفہ دونوں اعتبار سے شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ تیسری نظم میں ابلیس، آدم سے کہتا ہے:

تو شناسی ہنوز، شوق ببرد ز وصل
چست حیاتِ دوام؟ سوخنِ ناتمام

اقبال نے اس نظم میں یہ بیان کیا ہے کہ اللہ نے چونکہ آدم کو اپنا خلیفہ بنایا ہے، اس لیے اسے وہ تمام صفات عطا فرمائی ہیں جو اس بلند منصب کے لیے ضروری ہیں۔ آدم جب اس دنیا میں ظاہر ہوا تو اس کے اندر ترقی کے لامحدود امکانات پوشیدہ تھے۔ اقبال نے اس نظم میں انہی کی وضاحت کی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں:

1- اللہ نے انسان کے اندر جذبہ عشق و دیعت فرما دیا ہے، جس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عاشق کو ہر لحظہ بے تاب اور بے قرار رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان ہر وقت محبوب کی تلاش میں مصروف رہتا ہے۔

2- اللہ نے انسان کو مٹی سے بنایا ہے، لیکن اس کا جوہر حیات (روح) خاکی نہیں ہے، بلکہ روحانی یا ثورانی ہے، اس لیے اس میں تابندگی اور درخشندگی کی صفت پائی

جاتی ہے۔
3- اللہ نے انسان کے منبع حسن و جمال بنایا ہے، یعنی اس کی ذات میں ہر قسم کی خوبیاں پوشیدہ ہیں۔ اب اس کا فرض ہے کہ اتباع شریعت کی بدولت ان کو بروئے کار لا کر مرتبہ کمال پر فائز ہو جائے۔ اس شعر کا مضمون اس آیت سے ماخوذ ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (العین)

”بلاشبہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔“

چونکہ اللہ کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان مرتبہ کمال حاصل کرے، اس لیے اس نے اس مشیتِ خاک کے اندر ہر قسم کی ترقی کی استعداد یا صلاحیت و دیعت فرما دی۔ اس استعداد کو قرآن مجید نے احسن تقویم اور اقبال نے جمال سے تعبیر کیا ہے۔

4- فرشتے آدم سے کہتے ہیں کہ اے آدم! جب تو صمدِ بارگاہِ الہی میں سر پہ سجود ہو کر اس کے حضور گریہ و زاری کرتا ہے تو یہ پیش بہا عمل ہر عبادت سے افضل نظر آتا ہے کہ یہ عجز و انکسار کی انتہا ہے اور یہی عمل ہر لمحے نہ صرف یہ کہ تجھے تروتازہ رکھتا ہے، بلکہ اسی سے تیرا ضمیر بھی مطمئن رہتا ہے اور روح کو سکون بھی نصیب ہوتا ہے۔

5- اے آدم! تیری صداؤں میں وہ کیف موجود ہے جو راز ہائے زندگی کو بے نقاب کرتا ہے۔ ان میں وہ اسرار و رموز پوشیدہ ہیں جن سے افراد کو اپنی شناخت میں مدد ملتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ تجھ میں جتنے بھی جوہر اور کمالات موجود ہیں، وہ خدائے ذوالجلال کے عطا کردہ ہیں۔ ایسے جوہر اور کمالات اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو عطا نہیں کیے، اسی لیے تجھے کائنات کی ہر شے سے افضل و برتر قرار دیا گیا ہے۔ ابلیس لاکھ بغاوت پر آمادہ ہو، اس کے باوجود وہ قطعاً طور پر تیری ہمسری نہیں کر سکتا۔

صدقہ کا معنی و مفہوم اور اس کی وسعت

احادیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں ہانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص

ہمارے پاس دولت نہیں، لہذا یہ نا انصافی ہے، بلکہ اس میں فکر آخرت مضمحل ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل ثروت لوگ ہماری ہی طرح نماز روزہ کرتے ہیں، لیکن چونکہ ان کے پاس مال و دولت بھی ہے، لہذا وہ اُسے خرچ کر کے نیکی میں ہم پر سبقت لے جا رہے ہیں۔ اور ہم مال نہ ہونے کی وجہ سے اُن سے پیچھے رہ گئے ہیں۔

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے۔ معاشی میدان میں لوگوں کے درمیان ایک فرق تو وہ ہے، جو فطری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو پیدا کنی طور پر ذہن پیدا کیا ہے، اور بعض کو کند ذہن بنایا اور کم ذہانت عطا کی ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں میں محنت مشقت کا زیادہ مادہ رکھا ہے، اور وہ زیادہ دوڑ دھوپ کر کے زیادہ کماتے ہیں اور بعض میں محنت کا جذبہ کم رکھا ہے، اور کم محنت کرتے ہیں۔ یہ معاشی فرق و تفاوت اللہ تعالیٰ نے اس لیے رکھا ہے، تاکہ لوگ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔ اس فرق کو ختم نہیں کیا جاسکتا..... البتہ لوگوں کے درمیان وہ فرق و تفاوت جو نظام کی خرابی کی بنا پر پیدا ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک طرف عیاشیاں اور خرمستیاں ہوتی ہیں اور دوسری طرف غربت اور بھوک و افلاس کے سبب لوگ خود کشیاں کرتے ہیں، اس فرق و تفاوت کو ہرگز گوارا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ جس ظالمانہ نظام سے جنم لیتا ہے، اُسے تبدیل کیا جانا ضروری ہے۔ نظام ایسا ہو کہ جس میں سب لوگوں کو ترقی کرنے اور وسائل سے استفادہ کے یکساں مواقع حاصل ہوں۔ یہ چیز کامل صورت میں صرف اور صرف نظام خلافت میں ممکن ہے، جو آسمانی ہدایت پر مبنی ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم مسلمان خلافت کا نظام دنیا میں کہیں بھی قائم نہ کر سکے، اس لیے اس نظام کی برکات سے محروم ہیں۔ تاہم یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ مغربی دنیا

کے علاوہ یہ دنیا کے کسی مذہب اور دھرم میں موجود نہیں ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ اسلام دین و دنیا کی جدائی اور تفریق کا قائل نہیں، بلکہ وحدت کا علمبرار ہے۔

اب آئیے، احادیث کی طرف۔ پہلی حدیث حضرت ابو ذر غفاریؓ سے مروی ہے۔ آپؓ فقراء صحابہؓ میں سے ہیں۔ آپؓ کے زہد کی گواہی خود نبی اکرم ﷺ نے دی ہے۔ آپؓ نے فرمایا: اگر کسی شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد اپنی آنکھوں سے دیکھے تو وہ میرے اس ساتھی ابو ذرؓ کو دیکھے۔“

اسلام میں دین و دنیا کی جدائی کا کوئی تصور نہیں ہے، بلکہ دونوں ایک وحدت ہیں۔ اگر آدمی دنیا کے ہر کام کو دین کے تابع کر لے، تو ہر وہ کام بھی جسے ہم دنیا داری سمجھتے ہیں، دینداری شمار ہوتا ہے

عَنْ أَبِي ذَرِّرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :

((أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنْيِ بِالْأَجُورِ ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي ، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ ، وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ))

سیدنا ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے: ”چند صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اہل ثروت تو اجر و ثواب میں (ہم پر) سبقت لے گئے، کیونکہ وہ ہماری طرح نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں اور اپنے زائد مال میں سے صدقہ (بھی) کرتے ہیں۔“

صحابہ کرامؓ کی اس بات میں یہ شکایت نہیں ہے کہ

[آیات قرآنی کی تلاوت، زبردس احادیث کے بیان اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات آج کی نشست میں جن دو احادیث پر گفتگو ہوگی، وہ صدقہ کے مفہوم، اور اُس کی وسعت کے بارے میں ہیں۔ یہ احادیث اس اعتبار سے بہت اہم ہیں کہ ان میں دین و دنیا کی وحدت اور عبادت کے وسیع تصور پر روشنی پڑتی ہے۔ اسلام میں دین و دنیا کی جدائی کا کوئی تصور نہیں ہے، بلکہ دونوں ایک وحدت ہیں۔ اگر آدمی دنیا کے ہر کام کو دین کے تابع کر لے، تو ہر وہ کام بھی جسے ہم دنیا داری سمجھتے ہیں، یا جسمانی اور حیوانی تقاضا خیال کرتے ہیں، وہ بھی دینداری شمار ہوتا ہے۔ یہ بات عبادت کے وسیع تصور سے مزید واضح ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن و انس کے تخلیق کا مقصد عبادت بتایا ہے۔ سورۃ الذاریات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔“ (آیت: 56) عبادت سے مراد محض نماز روزہ نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر وقت نماز پڑھی جاتی، دن رات کے مخصوص اوقات میں نماز فرض نہ ہوتی۔ ہر روز روزہ رکھا جاتا، محض رمضان میں روزے نہ ہوتے۔ کیونکہ عبادت جزوقتی نہیں، کل وقتی ہے۔ عبادت کی اصل حقیقت یہ ہے کہ دن رات کے چوبیس گھنٹے جذبہ محبت کے ساتھ اللہ کی اطاعت کی جائے۔ لہذا انسان چوبیس گھنٹوں میں جو بھی کام کرے، اگر وہ اللہ کی مرضی اور حکم کے مطابق ہے تو وہ عبادت ہے۔ شریعت کی پیروی کرتے ہوئے اُس کا کھانا پینا، اپنے اہل عیال کے لیے رزق حلال کی جدوجہد کرنا، اور اُن پر خرچ کرنا یہاں تک اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا بھی عبادت اور ثواب کا کام ہے۔ یہ تصور صرف اور صرف اسلام میں پایا جاتا ہے۔ اس

مزید فرمایا: ”وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ“ وَنَهْيٌ عَنِ

”مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ“ اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی

بالخصوص سکینڈے نیوین ممالک نے یہ کام کسی حد تک عملاً کر دکھایا ہے۔ وہاں امیر و غریب کو تعلیم کی یکساں سہولیات میسر ہیں۔ جس سکول میں امیر کا بچہ پڑھتا ہے، وہیں غریب کا بیٹا بھی تعلیم حاصل کرتا ہے، اور یوں اُسے بھی تعلیمی ترقی اور آگے بڑھنے کے مواقع ملتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کو علاج کی یکساں سہولیات حاصل ہیں۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو صورتحال میں ماضی کے مقابلے میں اگرچہ کچھ تبدیلی ضرور آئی ہے۔ انسان جاگیر داریت اور شہنشاہیت کے خونی شگنچے سے آزاد ہو گیا، اور جمہوریت تک آ پہنچا، لیکن وہ اس نظام میں بھی سرمایہ داریت کے تیروں سے چھلتی ہوتا رہا، اور ہو رہا ہے۔ سرمایہ دار کارخانے کا مالک ہے۔ کارخانے میں جو ہزاروں مزدور کام کرتے ہیں، اُن کی محنت کا سارا پھل سرمایہ دار کھا جاتا ہے۔ مزدور کی حالت میں تبدیلی نہیں آتی۔ سرمایہ داریت کے رد عمل میں اشتراکیت کے نظام نے جنم لیا۔ اس نظام میں اور خرابیوں کے علاوہ بہت بڑی خرابی یہ تھی کہ اس نے انفرادی ملکیت کی کامل نفی کر دی۔ یہ چیز غیر فطری تھی۔ اس لیے یہ نظام بھی ناکام ہو گیا۔ جاگیر داریت، شہنشاہیت، سرمایہ داریت اور اشتراکیت کے ہاتھوں زخم خوردہ انسانیت آج اسلام کے عادلانہ نظام کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ وہ ظالمانہ نظاموں کے تھیٹرے سہتے ہوئے کشاں کشاں اسلام کی جانب بڑھ رہی ہے۔

بات قدرے طویل ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ کے سوال کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے جو بات فرمائی، وہ عبادت اور ثواب کے فلسفے کو واضح کرتی ہے۔

” قَالَ : ((أَوْ كَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ ، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ ، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ ، وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ“

”آپؐ نے فرمایا: کیا اللہ نے تمہیں بھی صدقے کا سامان مہیا نہیں کیا؟ تمہارا ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے۔ ایک دفعہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے۔ ایک دفعہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے۔ ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔“

یعنی صدقہ محض مال کی خیرات کا نام نہیں، بلکہ زبان سے اللہ کی تسبیح و تحمید بیان کرنا بھی صدقہ ہے۔ اللہ اکبر کہنا اور لا الہ الا اللہ کا ورد کرنا بھی صدقہ ہے۔ آدمی اگر اجر و ثواب کے خزانے میں اضافہ چاہتا ہے تو وہ اس کا اہتمام کرے۔ اللہ اُسے صدقہ کا ثواب دے گا۔

پولیس ویلیز

2 اگست 2008ء

نظام خلافت ہی دنیا میں کامل عدل و انصاف اور عالمی امن کی بنیاد بن سکتا ہے۔ انسانیت آج اسی نظام عدل کی تلاش میں ہے

ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم نے دنیا کو رحمت للعالمین کے دیئے ہوئے نظام رحمت سے روشناس نہیں کروایا

نظام اسلام کے وعدے سے انحراف کی سزا کے طور پر ہم اہل پاکستان بھوک اور خوف کے عذاب میں مبتلا ہیں

مجلس مشاورت اسلامی کے زیر اہتمام احیائے خلافت کانفرنس سے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید، میجر (ر) ظہیر الاسلام عباسی، چودھری رحمت علی، علامہ زبیر احمد ظہیر، مولانا نعیم اللہ فاروقی اور مولانا عبدالرؤف کا خطاب

ساری انسانیت کے مسائل کا واحد حل نظام خلافت ہے۔ یہ بات میجر جنرل (ر) ظہیر الاسلام عباسی نے ہمدرد ہال میں مجلس مشاورت اسلامی کے زیر اہتمام احیائے خلافت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ کانفرنس سے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام دشمنوں کی نظر میں اسلام انتہا پسندی اور دہشت گردی کا دین ہے، اور وہ اسلام کے خلاف ہر محاذ پر یلغار کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ بحیثیت ملت ہمارا یہ جرم ہے کہ ہم نے دنیا کو رحمت للعالمین ﷺ کے دیئے ہوئے نظام رحمت سے روشناس نہیں کرایا۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے خلفاء راشدین نے نوع انسانی کو خلافت کا جو کامل نظام عدل عطا کیا، انسانیت آج اسی نظام کی تلاش میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا باطل استحصالی نظاموں کے خونیں شگنچے میں جکڑی ہوئی ہے۔ اندریں حالات نظام خلافت ہی کامل عدل و انصاف اور عالمی امن کی بنیاد بن سکتا ہے۔ ہماری بد نصیبی ہے کہ ہم نہ تو خود اس نظام رحمت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور نہ دنیا کو اس کی برکات سے مستفید ہونے کا موقع دے رہے ہیں۔

قاضی ظفر الحق نے اپنے خطاب میں کہا کہ پاکستان میں ہم نے قیام دین کے وعدے سے انحراف کیا، جس کی سزا کے طور پر ہم بھوک اور خوف کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ ہمارے حالات کی بہتری اللہ کے دین کو قائم کرنے سے مشروط ہے۔ اگر تمام دینی جماعتیں متحد ہو کر یہ کام کریں تو یہ منزل بہت قریب آ سکتی ہے۔ سید مقبول احمد شاہ نے کہا کہ ہمیں محمد بن قاسم کی طرح غیرت و حمیت کا مظاہرہ کر کے باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہیے۔

کانفرنس سے چودھری رحمت علی، علامہ زبیر احمد ظہیر، مولانا نعیم اللہ فاروقی، اور مولانا عبدالرؤف نے بھی خطاب کیا۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

صدقہ ہے۔“

ایک مسلمان کو جہاں اختیار حاصل ہو، وہاں اُسے نیکی کا حکم دینا ہوگا۔ گھر میں طاقت کے ساتھ بھی نیکی کا نفاذ کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایک بچہ نماز نہیں پڑھتا، تو اُس کا والد اُسے سزا دے سکتا ہے۔ مغربی معاشرت میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ بچے کو کوئی روک ٹوک بھی نہ کی جائے۔ اسلام کے نزدیک بچے کو سمجھانا، روک ٹوک کرنا، اور جہاں

اَکَانَ عَلَيْهِ وَزْرًا؟ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي

الْحَلَالِ كَانَ لَهَا أَجْرًا“

”آپ نے فرمایا: کیا خیال ہے، اگر وہ اُسے حرام جگہ استعمال کرے تو اُسے گناہ نہ ہوگا۔ ایسے ہی حلال مقام پر استعمال کرنے پر اجر بھی ملے گا۔“

اب آئیے، دوسری حدیث کی طرف اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں۔ اور اسے امام بخاری نے

مغربی معاشرت میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ بچے کو کوئی روک ٹوک بھی نہ کی جائے، جبکہ اسلام کے نزدیک بچے کو سمجھانا، روک ٹوک کرنا، اور جہاں ضرورت داعی ہو سزا دینا اُس کی تربیت کا تقاضا ہے۔ یہی چیز اُس کی صحیح نشوونما کا باعث بنتی ہے

اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ یہ حدیث بھی صدقہ کے بارے میں ہے، اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ صدقہ کا مفہوم کس قدر وسیع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ))“

”انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز صدقہ کرنا ضروری ہے۔“

انسان کے جسم میں بہت سے جوڑ ہیں۔ اگر ان میں سے ایک جوڑ بھی کام کرنا چھوڑ دے تو آدمی کو شدید تکلیف لاحق ہو جاتی ہے۔ اگر جسم کے جوڑ صحیح کام کرے رہے ہیں تو یہ اللہ کا بہت بڑا کرم اور احسان ہے، اس پر اُس کا شکر واجب ہے۔ اس شکر کی صورت صدقہ ہے۔ صدقہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے گزشتہ حدیث میں یہ واضح فرمایا کہ (صدقہ مالی نہیں ہوتا، بلکہ) تسبیح، تمجید، بکبیر اور تہلیل بھی صدقہ ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر یہاں تک اپنی بیوی سے ہم بستری بھی صدقہ ہے۔ اس حدیث میں صدقہ کی کچھ اور جہتوں اور پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے۔ فرمایا:

”تَعْدِلُ بَيْنَ الْإِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ“

”دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے۔“

اگر دو افراد میں اختلاف ہے، یا کہیں جھگڑا ہو گیا ہے، اور آپ کو ثالث بنایا گیا کہ اس تنازعہ کا فیصلہ کریں تو چاہیے کہ آپ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ کسی ایک فریق کی جانب جھکاؤ نہ ہو، بلکہ غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحیح صحیح فیصلہ کریں۔ اگر آپ ایسا کرتے تو آپ کا یہ عمل صدقہ ہے اور بڑے ثواب کا کام ہے اور اگر آپ نے فیصلہ کرتے ہوئے عدل کا دامن چھوڑ دیا تو سزا بھی بہت سخت ہوگی۔

مزید فرمایا:

ضرورت داعی ہو تا دیب کرنا اور سزا دینا اُس کی تربیت کا تقاضا ہے۔ یہی چیز اُس کی صحیح نشوونما کا باعث بنتی ہے۔ یہ بات تو وہاں ہے، جہاں آپ کو اختیار حاصل ہے۔ البتہ جہاں آپ کو اختیار نہیں، وہاں آپ نیکی کی تلقین کریں گے، وعظ و نصیحت کریں گے، مشورہ دیں گے۔ یہ کام صدقہ ہے۔ اسی طرح کا معاملہ برائی سے روکنے کا ہے۔ بُرائی سے روکنے کے ضمن میں جو اصول ہے، وہ ہمیں اُس روایت سے ملتا ہے، جو حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص بھی برائی دیکھے (اُس کا فرض ہے کہ) اُسے طاقت سے روک دے۔ اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا، تو زبان سے روکے۔ اور اگر اس کی بھی ہمت نہیں (زبان پر پھرے بٹھا دیئے گئے ہیں) تو دل سے (برائی سے نفرت کرے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“

آخر میں آپ نے فرمایا:

”وَفِي بَضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ“ (رواہ مسلم)

”اور بیوی سے ہم بستری کرنے میں بھی صدقہ کا ثواب ہے۔“

یہ بات بظاہر حیرت میں ڈال دینے والی ہے۔ اس لیے کہ شہوت کی تسکین تو ایک نفسانی اور حیوانی تقاضا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ اس پر حیران ہوئے۔

”قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَحْنُ أَهْلُ شَهْوَتِهِ وَنَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرًا؟“

انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی شخص اپنی نفسانی خواہش پورا کرے تو اُسے بھی صدقہ کا ثواب ملتا ہے؟

”قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ“

”وَتَعِينُ الرَّجُلَ فِي ذَاتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا

أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَنَاعَةً صَدَقَةٌ“

”سواری کے بارے میں کسی سے تعاون کرنا یعنی سواری پر سوار کرنا یا کسی کا سامان لا کر اُس کی مدد کرنا صدقہ ہے۔“

ایک شخص گھوڑے پر چڑھنا چاہ رہا ہے۔ لیکن چونکہ وہ ماہر گھڑ سوار نہیں کہ چھلانگ مار کر سوار ہو جائے، اُسے مشکل درپیش ہے، اور کسی سہارے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ اُس کو سہارا دے دیتے ہیں یا اُس کا سامان اٹھا کر اُس کو پکڑاتے ہیں، تو آپ کا یہ عمل بھی صدقہ ہے۔

”وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ“

”اچھی بات صدقہ ہے۔“

اصطلاحی معنی میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے، جسے پڑھ کر کوئی شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ لیکن یہاں ”کلمہ طیبہ“ سے کوئی بھی اچھی اور بھلی بات مراد ہے۔ آپ کسی سے کوئی نیکی کی بات کہتے ہیں، کسی کو ادائیگی حقوق کی تلقین کرتے ہیں، اچھائی کا مشورہ دیتے ہیں، تو یہ کلمہ طیبہ ہے اور صدقہ ہے۔

”وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ“

”تم جو قدم بھی نماز کے لیے اٹھاتے ہو، وہ صدقہ ہے۔“

اندازہ لگائیے، نماز کے لیے اٹھنے والے ہر قدم کی اللہ کی نگاہ میں کتنی قدر و قیمت ہے، کہ اُسے صدقہ قرار دیا گیا ہے، اگر آدمی نماز کے لیے مسجد جا رہا ہے، تاکہ، باجماعت نماز ادا کرے، تو اس راہ میں اٹھنے والے ہر قدم پر اُسے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

”وَتَمِيحُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ“

”راستہ سے ایذا اور تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے۔“

راستہ پر چلتے ہوئے اگر آدمی کو کوئی تکلیف دہ چیز پڑی دکھائی دے، تو چاہیے کہ اُس کو ہٹا دے۔ یہ راستے کا حق ہے۔ آدمی کا یہ عمل بھی صدقہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں روح شریعت کو سمجھنے اور اُس کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

[تلخیص: محبوب الحق عاجز]

تنظیم	اسلامی	کا	پیغام
نظام	خلافت	کا	قیام

جمہوریت نہیں، خلافت!

محمد مسیح

تمہیں پتہ ہے کہ امریکی صدر ابراہام لنکن نے جمہوریت کی کیا تعریف کی تھی؟

ہاں! ہاں! مجھے خوب معلوم ہے۔ اس نے کہا تھا: عوام کی حکومت، عوام کے ذریعہ اور عوام کے لئے جمہوریت کہلاتی ہے۔

پھر بھی تم جمہوریت کے قائل نہیں؟

امریکہ میں ایسی جمہوریت ابراہام لنکن کے دور میں ہوتی ہوگی۔ اب تو وہاں بھی اس قسم کی جمہوریت باقی نہیں۔ اور ہمارے ہاں! جمہوریت تو ایک پرفریب کھیل ہے جو عوام کے ساتھ کھیلا جاتا ہے۔

اچھا یہ بتاؤ، کیا ہمارے ہاں الیکشن نہیں ہوتے؟ کیا لوگ ووٹ نہیں ڈالتے؟ کیا اس کے نتیجے میں جیتنے والی پارٹی برسر اقتدار نہیں آتی؟

ہاں! یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں الیکشن انجینئرڈ ہوتے ہیں۔ وہ پس پردہ قوتیں جو بادشاہ گری کا فریضہ انجام دیتی ہیں الیکشن سے قبل ہی منصوبہ بنا لیتی ہیں کہ کسے حکومت میں لانا ہے؟ اس سے کیا کیا کام لینے ہیں؟ ورنہ کیا وجہ ہے کہ مرکز میں حکومت بنانے والی پارٹی صوبوں میں اقلیت میں ہونے کے باوجود وہاں بھی اپنی حکومتیں قائم کر لے۔ صوبہ کی اکثریتی پارٹی کو اقتدار میں آنے سے روکنے کے لئے جوڑ توڑ کا سلسلہ شروع ہو جائے، حالانکہ جن کو اپنے ساتھ ملا کر یہ حکومتیں بنائی جاتی ہیں، ان کی اکثریتی پارٹی کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اگر اپنے ساتھ ملائی جانے والی پارٹی حکومتی پارٹی کے مقابلے میں اکثریت میں ہو تو بھی اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ وزیر اعلیٰ تو ہماری پارٹی کا ہوگا۔ البتہ سینئر وزیر ہمارے پارٹی سے لیا جاسکتا ہے، یا پھر چلو ہم مزید احسان تم پر یہ کرتے ہیں کہ گورنری بھی ہم تمہیں سونپ دیتے ہیں۔ دور کیوں جائیے، ابھی جو ماہ فروری میں ہمارے ہاں الیکشن ہوئے تھے اس میں عوام نے اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کو کس لیے

ووٹ دیئے تھے، یہ بات سب جانتے ہیں، لیکن اس پارٹی نے حکومت میں آنے کے بعد عوام کے لئے کون سا کارنامہ انجام دیا ہے؟ کیا اس نے قوم کے اب تک کے ناپسندیدہ ترین صدر کو ہٹانے کے لیے مواخذہ کا اہتمام کیا؟ کیسے کیا جاسکتا ہے۔ امریکہ کا ڈر ہے۔ کیا اس نے ججوں کو بحال کیا؟ این آر او کے خاتمہ کا ڈر ہے۔ این آر او امریکہ کی زیر سرپرستی طے پایا ہے۔ امریکہ بھی نہیں چاہتا کہ معزول جج صاحبان بحال ہوں۔ اسے پرویز مشرف کے ہٹائے جانے کا خوف ہے۔ ابھی اسے اس سے

ایک غیر ملکی ایلیٹی نے سڑک کے کنارے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو اپنے کوڑے کو سرہانے رکھ کر سوتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا: عمرؓ تم نے لوگوں کے ساتھ عدل کا معاملہ کیا ہوا ہے، لہذا تمہیں کسی کا خوف نہیں۔ ہمارے بادشاہ ظلم کرتے ہیں لہذا اپنے مخلوق میں سنگین پہروں میں بھی خوف سے لرزہ بر اندام رہتے ہیں

پتہ نہیں کیا کیا کام لینے ہیں۔ کیا اس نے عوام کو روٹی، کپڑا، مکان مہیا کیا۔ یہ تو اس کی قدرت سے باہر ہے۔ البتہ اس کے قائدین خود مالیشان جنگلوں میں رہتے ہیں۔ قیمتی ملبوسات زیب تن کرتے ہیں اور انہیں صرف روٹی ہی نہیں، اعلیٰ قسم کے کھانے مہیا ہیں۔ وہ شاید اس پر یقین رکھتے ہیں کہ ہم بھلے تو جگ بھلا۔ عوام خواہ مخواہ سمجھتے ہیں کہ ہم ڈوبے تو جگ ڈوبا، حالانکہ ڈوبنا صرف ان کے نصیب میں ہے، چاہے مٹی جیٹی کا پل ہو یا بحیرہ عرب کی موجیں۔ وہ عمدہ کپڑوں کی بجائے پھٹے پرانے کپڑوں پر بھی گزارہ کرنے کو تیار ہیں لیکن اپنے بچوں کو بھوکا مرتے نہیں دیکھ سکتے۔ لہذا مانیں بچوں کو فروخت کر رہی ہیں۔ باپ

بچوں کے گردن پر چھری پھیر کر خود بھی موت کو گلے سے لگا رہے ہیں۔ اس کے برعکس حکومت نے چار ماہ میں پانچ مرتبہ پٹرول کی قیمت میں اضافہ کیا، بجلی مہنگی کی، گیس کی قیمت بڑھادی۔ پیپلز پارٹی کہتی ہے کہ حکومت کے پاس سہڈی برداشت کرنے کے لئے رقم نہیں۔ عجیب بات ہے کہ اپنے اللوں تلووں کے لئے روپیہ پیسہ موجود ہے۔ اربوں روپے بیٹکوں کے قرضے معاف کرنے کے لئے فنڈ موجود ہے۔ اب کوئی کیسے اعتبار کر لے کہ یہ عوام کی حکومت ہے اور عوام کے لئے ہے۔ یہ تو اشرافیہ کی حکومت ہے جو اپنے ستونوں کی حفاظت کے لئے ہے، جیسی تو مارکیٹ سے آٹا، چینی غائب کر دیا جاتا ہے لیکن ذخیرہ اندوزوں پر ہاتھ ڈال کر حکومتی عمارت کو کیسے کمزور کیا جاسکتا ہے۔ جیسی نگران حکومت ان کی فائلوں کے پیش کیے جانے کے باوجود ان کے خلاف ایکشن نہیں لیتی، حالانکہ عام حکومت کے مقابلے میں نگران حکومت کی عمر کتنی ہوتی ہے۔ اسے کب اپنے اقتدار کے دوام کی فکر ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں جمہوریت عوام کے لئے نہیں بلکہ خواص کی حکومت خواص کے لئے ہوتی ہے اور یہ دونوں پارٹیاں اپنے مفادات کے حصول میں ہمہ تن مصروف ہوتی ہیں۔ انہیں اتنی فرصت کہاں کہ وہ عوام کے مسائل حل کریں۔ عوام کی حکومت اگر عوام کے ذریعے عوام ہی کے لیے ہو تو عوامی لیڈر کو بلٹ پروف کاروں میں سفر کرنے کی ضرورت نہ ہو بلکہ وہ عوام کے شانہ بشانہ چلا ہو۔ انہیں خوف کس کا ہوتا ہے؟ ان کا جن پر انہوں نے ظلم کے پہاڑ توڑے ہوں۔ یاد کرو اس وقت کو جب ایک غیر ملکی ایلیٹی نے سڑک کے کنارے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو اپنے کوڑے کو سرہانے رکھ کر سوتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا۔ عمرؓ تم نے لوگوں کے ساتھ عدل کا معاملہ کیا ہوا ہے، لہذا تمہیں کسی کا خوف نہیں۔ ہمارے بادشاہ ظلم کرتے ہیں لہذا اپنے مخلوق میں سنگین پہروں میں بھی خوف سے لرزہ بر اندام رہتے ہیں۔

چھوڑو بھائی! ہمیں نہیں چاہیے ایسی جمہوریت، جاؤ بی بی، چوہا لٹو وراہی بھلا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں آمریت پسند ہے؟ دیکھیں جی، ہم تو جمہوریت کو پسند کرتے ہیں اور نہ آمریت کو۔ ہم تو ایسی حکومت پسند کرتے ہیں جس کے لیڈر "مسجد القوم خدام مہم" کے فلسفہ پر یقین رکھتے ہیں، جس کا وزیر اعلیٰ دنیا کو دکھانے کے لئے

بخل: ایک مہلک مرض

جسے اللہ نے اپنے غضب سے پیدا کیا

رحمت اللہ بڑ

کے حق میں بہتر نہیں ہے، بلکہ روز قیامت حسرت کا سامان بنے گا اور حق ادا نہ کرنے کی پاداش میں ان کی گردنوں میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، اور دیکھو، وارثت تو ساری اللہ تعالیٰ کو منتقل ہونے والی ہے، اور وارث حقیقی تو تمہیں یہ ہدایت کر رہا ہے کہ مال کو جمع نہ کرو اور وراثت میں نہ چھوڑو بلکہ اسے خرچ کر کے اپنی اخروی زندگی کو سنوارنے کا ذریعہ بناؤ۔ سورہ محمد میں فرمایا گیا:

”دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشہ ہے اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو وہ تم کو تمہارا اجر دے گا اور تم سے تمہارا مال طلب نہیں کرے گا۔ اگر وہ تم سے مال طلب کرے اور تمہیں تنگ کرے تو تم بخل کرنے لگو اور وہ (بخل) تمہاری بدنیتی ظاہر کر کے رہے۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلائے جاتے ہو تو تم میں ایسے شخص بھی ہیں جو بخل کرنے لگتے ہیں۔ اور جو بخل کرتا ہے اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج۔ اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح کے نہیں ہوں گے۔“

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں وسائل حیات اور اموال کی حقیقت کو بالکل کھول کر بیان کر دیا ہے، وہ اموال کہ جو اللہ نے اس چند روز زندگی کے لئے انسان کو مہیا کیے ہیں۔ اگر پھر بھی انسان ان کو خرچ کر کے اجر نہیں کماتا تو سخت نادانی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

انسان جب خود بخل کی روش اختیار کرتا ہے تو دوسروں کو بھی یہ مشورہ دیتا ہے کہ وہ بھی اپنا مال بچا کر رکھیں کہ یہی مال آنے والے حالات میں اُس کے کام آئے گا۔ سورۃ النساء میں انسان کی اس کمزوری اور اس کے انجام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بخل سکھائیں اور جو (مال) اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے، اسے چھپا چھپا کر رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ (آیت: 37)

شریعت کے تقاضوں اور واجبات میں مال خرچ نہ کرنا، اور اگر کرنا ہی پڑے تو ردی مال دینا اور پھر اس پر دل میں ناگواری محسوس کرنا بخل کی علامت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا کیا اور اس کی جڑ دوزخ کے درخت زقوم کی جڑ میں داخل ہے اور اس کی کچھ ٹہنیوں کو دنیا میں جھکا دیا۔ جو کوئی اس کی شاخ پکڑتا ہے، وہ دوزخ میں جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ بخل کفر کا ٹکڑا ہے اور کفر دوزخ میں جائے گا۔ آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اللھم انی اھوذ بک بن البخل۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بخل کو بنیادی رذائل میں سے قرار دیا ہے۔ فرمایا:

”اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا، ہم اسے سختی میں پہنچائیں گے اور جب وہ (دوزخ کرگڑھے میں) گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔“ (سورۃ الملیل)

سورۃ آل عمران میں فرمایا:

”جو لوگ مال میں جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں، وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ ان کے لیے برا ہے۔ وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر اس کی گردنوں میں ڈالا جائے گا اور آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہی ہے اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ کو معلوم ہے۔ اللہ نے ان لوگوں کا قول سن لیا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم امیر ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں ہم اس کو لکھ لیں گے۔ اور پیغمبروں کو جو یہ تاحق قتل کرتے رہے ہیں اس کو بھی (قلم بند کر رکھیں گے) اور (قیامت کے روز) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو۔“

انسان بخل کر کے اس لیے مال جمع کرتا ہے کہ مال کو اپنی زندگی کا سہارا سمجھتا ہے اور پھر وہ اپنے وارثوں کے لئے جمع پونجی چھوڑ کر جانا چاہتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں بخل کی مذمت کی گئی ہے اور واضح کیا گیا کہ یہ رویہ لوگوں

اپنے آپ کو خادمِ اعلیٰ نہ کہے بلکہ صحیح معنوں میں خادمِ اعلیٰ بن کر دکھائے اور خادمِ اعلیٰ بھی اپنی پارٹی اور اپنے مفادات کا نہیں بلکہ عوام کا ہو۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ دنیا میں ایسا ہونا ممکن نہیں۔ اپنے آپ کو خلیفہ رسول ﷺ کہنے والے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ عملاً کر کے دکھایا۔ جب اس بڑھیا نے کہ جس کی آپؓ خلافت سے قبل خدمت کیا کرتے تھے پوچھا، اب میری خدمت کون کرے گا، تو آپؓ نے جواب دیا کہ وہی جو خلیفہ بننے سے قبل آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اسی طرح مراد رسول ﷺ حضرت عمر فاروقؓ نے خادمِ اعلیٰ بن کر دکھایا۔ جب دروزہ میں جتنا ایک خاتون کی خدمت کے لئے خاتون اول یعنی اپنی زوجہ محترمہ کو لے کر اس کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کے لئے آٹے کی بوری اپنے کاندھے پر لاد کر ان کے گھر پہنچایا۔ حالانکہ ان حضرات نے کوئی روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ نہیں لگایا تھا اور وہ لگا بھی کیسے سکتے تھے جب کہ یہ کام تو خیر الرازقین کا ہے۔ انہوں نے یہ سب کارنامے اس لیے انجام دیئے تھے کہ انسانوں کو ظلم و استحصال اور غربت و افلاس سے نجات دلا کر اپنے اللہ کو راضی کر سکیں۔ خلفاء راشدین کا یہ طرز حکومت ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اسے اپنانے سے ہی ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ عوام اور خواص کا تفریق فرق مٹ سکتا ہے۔ طبقاتی تقسیم ختم ہو سکتی ہے۔ بنیادی ضروریات زندگی میسر آ سکتی ہیں اور انسانی حقوق صحیح معنوں میں ادا ہو سکتے ہیں۔ خلافت کا تذکرہ اس لیے نہیں کیا کہ اُس کے واقعات لوگوں کو سنا سنا کر ہم اپنے اسلاف پر فخر سکیں، بلکہ اس لیے ہے کہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی آخرت سنوارنے کی فکر کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ کافروں میں یہ واضح طور پر اعلان کروا دیا تھا کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہم تو دنیا کے کتے بن گئے ہیں، جیسی تو اغیار کی طرف سے پھینکی گئی ہڈی پر چھپتے ہیں، اس سے پہلے کہ کہیں دوسرا کتا اسے لے نہ اڑے۔ حیرت ہے کہ مسلمان دانشور جمہوریت پر اس طرح فدا ہے جیسے کہ واقعی وہ نیلیم پری ہو۔ بھائی اغیار کی مسلط کردہ جمہوریت اور سیکولرازم کے پیچھے بھاگنا بند کرو۔ اس سے ہمیں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ اللہ کے بندے بنو، اللہ کے بندوں کے کام آؤ، اور اللہ کے دیئے ہوئے نظام کو نافذ کرنے کی فکر کرو، اسی میں ہم سب کی نجات ہے۔



اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں جو کچھ بھی دے رکھا ہے وہ آزمائش کے لئے ہے۔ اگر اللہ نے اپنے بندوں کی مالی حیثیت میں تفاوت رکھا ہے، یعنی بعض کو بعض پر فضیلت دی اور درجات عطا کئے تو یہ بھی اس لیے ہے کہ وہ انہیں آزمائے۔ اب جو لوگ اللہ کے عطا کردہ مال میں سے ضرورت مندوں کے حقوق ادا نہیں کرتے بلکہ بخل کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ سخت گھائے میں ہیں۔ حقیقتاً کامیاب لوگ وہی ہیں جو لالچ اور بخل سے بچے رہیں۔ فرمایا:

”اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔“ (التحان: 16)

دنیا میں اکثر قتل زر و دولت ہتھیانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اس لیے ہمیں مال کے لالچ سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے اندھیروں میں سے ہے اور مال کے لالچ سے بچو، کیونکہ اس لالچ اور حرص نے پہلوں کو ہلاک کیا ہے، ان کو خون بہانے اور حرام کو حلال ٹھہرانے پر اکسایا۔“ (رواہ مسلم)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا:

”انسانوں پر جب دن طلوع ہوتا ہے تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں ایک یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا دعا کرتا ہے، خرچ نہ کرنے والے کے مال کو تلف فرما۔“ (متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ نے گویا اس فرمان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضی کو واضح فرمایا ہے کہ کس طرح خرچ کرنے پر اللہ تعالیٰ دنیا میں انسانوں کو اور زیادہ عطا کرتا ہے اور بخل کرنے پر اس کے مال میں بے برکتی پیدا کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو انسانوں کی ہے جنہوں نے زرہ بکین رکھی ہے اور زرہ نے ان کے ہاتھوں کو ان کی چھاتیوں اور ان کے سینوں کی جانب جکڑ دیا ہے۔ صدقہ دینے والا جب صدقہ عطا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کشادہ ہو جاتی ہے اور بخیل جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ سمٹ جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی اپنی جگہ پر کس جاتا ہے۔“ (متفق علیہ)

ایک اور حدیث میں ہے:

”اے آدم کے بیٹے! اگر تو ضرورت سے زائد مال خرچ کرے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو اس کو روک رکھے تو تیرے لیے برا ہے، اور بقدر ضرورت روکنے پر ملامت نہیں ہے۔ مال خرچ کرنے کی ابتدا اپنے

اہل و عیال سے کرو۔ اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔“

ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

”تین ہلاک کرنے والی چیزیں ہیں: ایسا لالچ جس کو قبول کیا جائے، ایسی خواہش جس کی پیروی کی جائے اور انسان کا اپنے آپ کو کچھ سمجھ بیٹھنا۔“

بخل کا علاج صبر اور قناعت ہے اور یہ دونوں چیزیں ایمان بالآخرت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور ایمان بالآخرت کا تقاضا یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے تاکہ نہ مال جمع ہو اور نہ لالچ بڑھے۔ آدمی اپنی موت کے بارے میں سوچے کہ اگر کل مر گیا تو جو مال و اسباب جمع کیا ہے وہ میرے کس کام آئے گا۔ وہ اس مال کی حقیقت پر غور کرے کہ یہ تو صرف برتنے کی چیز ہے اور جو برت لیا تو قائدہ اٹھالیا اور جو دنیا میں جمع کر لیا وہ تو کسی کام نہ آئے گا،

اور یہ سوچ کر جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا خیال آئے تو فوراً خرچ کر دے۔ حدیث رسول ﷺ کے مطابق الصدقہ برہان ”اللہ کی راہ میں خرچ کرنا (ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی) دلیل ہے۔“

نبی اکرم ﷺ اپنی دعاؤں میں بخل سے پناہ مانگا کرتے تھے:

((اللهم انی اعوذ بک من البخل والجبن
ومن ادخل العمر)) (رواہ مسلم)

”اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں بخل اور بزدلی سے اور عمر کی طوالت سے کہ آدمی ناکارہ ہو رہے۔“

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بخل سے اپنی پناہ میں رکھے اور اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)



بقیہ: اظہار خیال

وطیرہ بن چکا ہے جبکہ وہ یہ حقیقت نظر انداز کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی لائچی بے آواز ہے جو کسی بھی وقت ان پر برس سکتی ہے۔ جہاں تک پاکستانی قوم کا تعلق ہے تو اس کا اصل مسئلہ قحط الرجال ہے۔ پاکستانی قوم اگرچہ دنیا کی باصلاحیت اقوام میں سے ہے لیکن ملک و قوم کے ساتھ مخلص و بے باک قیادت کے فقدان نے اسے مختلف بحرانوں و مسائل میں الجھا رکھا ہے۔ جو نہی اس قوم کو حقیقی قیادت نصیب ہوگی، اس کا شمار ان شاء اللہ دنیا کی عظیم اقوام میں ہونے لگے گا۔

اہل اسلام پر تاریخ میں سب سے کڑا وقت صلیبی جنگوں اور تاتاری یلغار کی صورت میں آیا تھا۔ دونوں غیر مسلم جارح قوتوں کو ابتدائی کامیابیوں کے بعد بالآخر اہل اسلام نے شکست فاش سے دوچار کیا تھا۔ صلیبیوں کے خلاف سلطان صلاح الدین ایوبی کی فتوحات اور مصر کے عین جالوت میں تاتاریوں کو فیصلہ کن اور عبرت ناک شکست اس حقیقت کی گواہی دیتی ہیں۔ حسن اتفاق سے ان دونوں جارح قوتوں کو پسپا کرنے میں ایک دوسرے سے ملحق و متصل ارض شام و مصر کے باشندوں نے فیصلہ کن کردار ادا کیا تھا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب دور حاضر کی دو سپر پاورز کی شکست ایک آپس میں ملحق و متصل افغانستان و پاکستان کے خطے کے باسیوں کے نام لکھی جا چکی ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم اسلام میں سے کوئی ایک قوت ہمیشہ موجود رہے گی جو غیر مسلم جارح قوتوں کی شکست کا باعث بنے گی۔ غیر مسلم جارحین کی یلغار سے بچ نکلنے والی اور انہیں شکست سے دوچار کرنے والی قوت وہی ہو سکتی ہے جو survival of the fittest کے قانون کے مطابق مسلم دنیا میں سے طاقتور ترین ہوگی۔ پاکستان عسکری لحاظ سے عالم اسلام کا مضبوط ترین ملک ہے تو افغان قوم جذبہ جہاد کے لحاظ سے ممتاز ترین ہے۔ ان دونوں کا اتحاد اور ملاپ اس خطہ کو اُمت مسلمہ میں سے ناقابل تسخیر قوت بنا دیتا ہے، جس کا واضح ثبوت روس کے خلاف کامیاب جہاد ہے۔ یہ خطہ ارضی امریکا جیسی متکبر سپر پاور کے عزائم بھی خاک میں ملا سکتا ہے بشرطیکہ یہ ماضی کی طرح ایک بار پھر پورا اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ دریائے کابل و سندھ کا سنگم غالباً اسی حقیقت کا ایک حسین مظہر و پیامبر ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی، عمر 26 سال، صوم صلوٰۃ کی پابند اور امور خانہ داری میں ماہر، تعلیم بی۔ اے کے لئے کراچی میں رہائش پذیر اردو اسٹیٹنگ فیملی سے رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ:

محمد سمیع، دفتر: 021-4993464 گھر: 021-6920581

☆ لاہور میں رہائش پذیر مغل فیملی کولنڈن میں مقیم بیٹی، ملازمت پیشہ عمر 31 سال، تعلیم الیکٹریکل انجینئر، قد 6 فٹ 1 انچ کے لیے دینی مزاج کی حامل خوب سیرت اور خوبصورت، تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-9475169 042-6555553

بڑی بڑی اقلیتیں یہ ہیں:

ویووونیا (سربیا کا ایک صوبہ) میں ہنگری اور جرمن اقلیت، مقدونہ کوسوو میں البانوی آبادی سربیا مقدونہ اور بوسنیا میں گوجراقلیت۔ مغربی مورخین بوسنیا کے مسلمانوں کو ترک کہتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ لوگ اُن ترکوں کی اولاد ہیں جو عثمانی عہد میں یہاں آ کر بسے تھے۔ ”گجر“ کو عرب مورخین ”مجر“ کہتے ہیں۔ یہ خانہ بدوشوں کی ایسی قوم ہیں جو پورے مغربی اور مشرقی یورپ میں پائی جاتی ہے۔ یہ زیادہ تر مسلمان ہیں۔ دوسری طرف کروشیا، بوسنیا و ہرزیگووینا اور مقدونہ میں سرب اقلیت میں ہیں۔ خود سربیا اور ماؤنٹی نیگرو میں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ یہ اقلیتیں جو ایک علاقے میں اکثریت میں ہوتی ہیں اور دوسرے میں اقلیت بن جاتی ہیں، یوگوسلاویہ کی بے چینی کا اصل سبب بنی رہی ہیں۔

مملکت سلافیہ کے حاکم اعلیٰ بادشاہ الیگزندر کراچا جووچ نے 1921ء کے دستور کو یک دم منسوخ کر دیا اور اپنی آمریت قائم کر لی اور قومی جنگ (جو مذکورہ بالا اقوام کے درمیان پہلے سے چھڑی ہوئی تھی) کو روکنے کے لیے اُس نے متعدد اقدامات کیے۔ اُس نے تمام باشندوں کو صرف ایک زبان اور ایک رسم الخط کا پابند کر دیا۔ مملکت کا نام SHS (یعنی مملکت سرب، کرواٹ، سلوونی) کی بجائے ”مملکت یوگوسلاویہ“ رکھ دیا یعنی جنوبی سلاویوں کی مملکت۔ تمام سیاسی پارٹیوں کو ممنوع قرار دے دیا۔ نیز آمر بادشاہ کی حکومت نے، جس پر درحقیقت سربوں کا غلبہ تھا، نیا سیاسی اور انتظامی ڈھانچا نافذ کرنے کی کوشش کی، جس میں اُس نے مختلف نسلی گروپوں کے درمیان پائے جانے والے تمام تاریخی امتیازات نظر انداز کر دیئے۔ ان اندھا دھند سیاسی اقدامات کا نتیجہ یہ ہوا کہ 1934ء میں شاہ الیگزندر کسی کرواٹ کی گولی کا نشانہ بن گیا۔

1939ء میں سرب اور کرواٹس کے مابین ایک نیا معاہدہ طے ہوا، جس کی رُو سے کروشیا کو مکمل داخلی خود مختاری دے دی گئی اور ان سارے علاقوں پر کرواٹیوں کا اقتدار تسلیم کر لیا گیا، جن میں اُن کی آبادی سربوں کی آبادی سے زیادہ تھی، بلکہ مسلمانوں کے وجود کو نظر انداز کرتے ہوئے بوسنیا و ہرزیگووینا کے مسلم علاقے بھی کروشیا میں شامل کر دیئے گئے، حالانکہ بعض علاقوں میں مسلمانوں کی آبادی 90 فیصد تھی۔ یوں مسلمان کبھی سربوں اور کبھی کرواٹیوں کی

بوسنیا کی تنظیم مملکت اسلامیہ

سید قاسم محمود

اُس نے بلغراد سے یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ سلاف یونین کے اندر پائی جانے والی دیگر اقوام کے بارے میں اپنی پالیسی بدلے۔ زغرب اور بلغراد بڑی سرعت کے ساتھ دو حریف مرکز بن گئے اور مذہبی قومی جذبات نے اس مسئلے کو شدت سے بھڑکا دیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سربوں اور کرواٹس کے مابین باہمی عداوت و اختلاف کی جڑیں صدیوں تک پھیلی ہوئی ہیں اور قومی اختلاف کے ساتھ مذہبی اختلاف نے دونوں کو ایک دوسرے کی ضد بنا دیا ہے۔ 395ء میں جب سلطنت روم ختم ہوئی اور اس کے دو ٹکڑے ہوئے تو سرب بازنطینی سلطنت اور آرتھوڈوکس چرچ سے وابستہ ہو گئے اور کرواٹس رومن سلطنت سے وابستہ رہے اور کیتھولک چرچ کو اپنا قبلہ بنایا اور اس مذہبی اختلاف اور مشرق و مغرب کی تفریق نے اُن کی تہذیب و ثقافت اور زبان و ادب پر بھی غیر معمولی اثر ڈالا۔ کرواٹس نے لاطینی رسم الخط اختیار کر لیا اور سربوں نے کریک رسم الخط کو اپنی ثقافت کی بنیاد بنایا۔

2- بوسنیا کے لوگ، جن کو تاریخ بشناق کہتی ہے، یوگوسلی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ نسل بلغاریہ سے نقل مکانی کر کے یہاں آئی۔ سرب یا کرواٹس نسل سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف اتنا دور کا تعلق ہے کہ یہ یوگوسلی بھی قدیم اصل کے لحاظ سے سلاف ہی کی ایک شاخ ہیں، ورنہ اُن کی زبان اور اُن کا مذہب ان دونوں سے الگ تھلگ ہے۔ پہلے یہ یوگوسلی چرچ کے پیرو تھے، اور جب وہاں عثمانیوں کے ذریعے اسلام پہنچا تو قومی پیمانے پر مسلمان ہو گئے اور اُن کی تہذیب و ثقافت اور زبان و ادب میں بھی تبدیلی آ گئی۔ انہوں نے بشناق رسم الخط چھوڑ کر عربی رسم الخط اختیار کر لیا اور یوگوسلی کہلانے کی بجائے مسلمان کہلانے لگے۔

3- یوگوسلاویہ کی مملکت میں نسلی اقلیتیں کثیر تعداد میں پائی جاتی ہیں جو اکثریتی نسلوں کے ساتھ مساویانہ حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں اور اس کے لیے جدوجہد کرتی رہتی ہیں۔

”سلافی نسل کا اتحاد“ ایک جذباتی نعرہ تھا جسے سرب لیڈروں نے اپنا سیاسی اقتدار قائم کرنے کے لیے لگایا تھا۔ اس نعرے کے بہاؤ میں وقتی طور پر وہ تمام قومیں بہہ گئیں جن کی اصل نسل سلاف تھی۔ مثلاً سرب، کرواٹس، سلوونی اور ماؤنٹی نیگرو وغیرہ۔ مذہب کے لحاظ سے یہ قومیں 397ء سے عیسائیت کے دو بڑے فرقوں میں تقسیم ہو چکی تھیں، آرتھوڈوکس اور کیتھولک۔ یہ دو بڑے فرقے صرف مذہبی عقائد و افکار ہی میں باہم مختلف نہ تھے، بلکہ اُن کی تہذیب و ثقافت، زبان و ادب اور سیاست و معاشرت بھی باہم متضاد ہو چکی تھی۔ ایک کا تعلق رومن تہذیب اور رومن چرچ سے تھا، اور دوسرے کا بازنطینی تہذیب اور مشرقی چرچ سے تھا۔ سلافی اتحاد کے وقتی نعرے نے اُن کو یکجا کر دیا، مگر بہت جلد اس کے اثرات زائل ہو گئے اور سربوں اور کرواٹس کے مابین سیاسی کشمکش نے جنم لیا۔ کرواٹس کو محسوس ہوا کہ سربوں نے انہیں دھوکا دیا ہے اور وہ درحقیقت ان کے سیاسی مفادات کے آلہ کار بن گئے ہیں۔ 1929ء میں ان دونوں کی نسلی جنگ عروج پر پہنچ گئی۔ بعض یورپی طاقتیں بھی اس جنگ کو ہوا دے رہی تھیں۔

بوسنیا کے عالم عبداللہ اسماعیلج کی تحقیق کے مطابق یوگوسلاویہ کا نسلی مسئلہ تین پہلوؤں پر محیط تھا۔ موصوف لکھتے ہیں:

1- اتحاد سلاف کے وجود میں آتے ہی یہ بات نمایاں ہو گئی کہ سربوں اور کرواٹوں کے درمیان ہم آہنگی ناممکن ہے۔ اتحاد کے فوراً بعد کرواٹس کو یہ احساس ہو گیا کہ اُن کے ساتھ دھوکا ہوا ہے، کیونکہ سرب جن کو عددی اکثریت حاصل ہے، انہوں نے اپنے حق سے زیادہ حکومت کے اندر مناصب سمیٹ لیے ہیں، چنانچہ کرواٹس مسلسل یہ جدوجہد کرنے لگے کہ انہیں خود مختاری زیادہ سے زیادہ دی جائے۔ زغرب (جو کروشیا کا دار الحکومت ہے) مملکت سلافیہ کے قیام کے بعد ہی لبرل اپوزیشن کا گڑھ بن گیا اور

آمریت کی زد میں آتے رہے اور وہ اپنے اصلی وطن بوسنیا و ہرزگووینا پر بھی اپنی سیادت سے محروم کر دیئے گئے۔ ان کے اقتصادی و معاشرتی حقوق تو پہلے ہی مصلوب تھے۔ اس کے بعد تو وہ گوشہ گمنامی میں جا پڑے۔ دوسری جنگ عظیم تک مسلمانوں کی یہی حالت رہی۔

دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی۔ اس دوران میں 25 مارچ 1941ء کو یوگوسلاویہ کی حکومت نے جرمنی کے دباؤ کے تحت نازیوں کے ساتھ ایک مشترکہ الائنس پر دستخط کئے، جس کے بعد 1941ء میں جرمن فوجیں بلغراد میں داخل ہوئیں اور حکمران شاہی خاندان کو جلا وطنی پر مجبور کیا اور یوگوسلاویہ کے اندر جرمنی کی نگرانی میں فسطائی ریاست قائم ہو گئی جس میں پورا سلووینیا، کروشیا اور کچھ حصہ بوسنیا و ہرزگووینا کا شامل کیا گیا۔ اس ریاست کا نام ”آزاد کروشیا ریاست“ رکھا گیا۔

چنانچہ جرمن فوجوں کے خلاف مضبوط مزاحمتی گروپ تشکیل دیئے گئے۔ یہ گروپ دو قسم کے تھے۔ ایک قسم تو وہ تھی جس میں یوگوسلاویہ کی شاہی فوج شامل تھی۔ اس قسم کو چیچک کہا جاتا ہے۔ اس کی کمان میلووک کے پاس تھی۔ دوسری قسم نیشنل لبریشن آرمی تھی، جس کی قیادت جوزف ٹیٹو کر رہا تھا۔ (یہ ٹیٹو کروات تھا۔ 1892ء میں پیدا ہوا۔ یوگوسلاویہ کی کمیونسٹ پارٹی کا جنرل سیکرٹری بن گیا۔ 1945ء میں یوگوسلاویہ کی نازیوں سے آزادی کے بعد وزیر اعظم بن گیا۔ وزارت دفاع بھی اُس کے ہاتھ میں تھی اور فوجوں کا کمانڈر بھی تھا۔ 1953ء میں یوگوسلاویہ کا صدر بن گیا۔ 1980ء میں اپنی موت تک وہ صدر بنا رہا۔ غیر جانب دار تحریک کا داعی بن کر ابھرا۔ انڈیا کا پنڈت نہرو اور مصر کا جمال عبدالناصر اُس کے ساتھی تھے اور تینوں نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کو کچلنے اور دبانے اور دنیا میں یہود کے مقاصد کو بروکار لانے میں پوری کوشش کی)

پہلی قسم کے گروپ سرب آرٹھوڈکس تھے، اور دوسری اُن عناصر پر مشتمل تھی جن کی تنظیم و تربیت سربیا سے باہر ہوئی تھی اور کمیونسٹ نظریات کے علم بردار تھے۔ ان دونوں طرح کے گروپوں کے مابین شدید مناقشت، بلکہ خصامت چل رہی تھی۔ اسی دوران ایک تیسری طاقت ابھر آئی، جسے اُستاشا موومنٹ (Ustase) کہا جاتا ہے۔ یہ کروشیا کے وطن پرست نوجوانوں کی تنظیم تھی جو نازی ازم کے حامی تھے۔ اس مسابقت و خصامت کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوری قوم خانہ جنگی میں مبتلا ہو گئی اور ایک نسلی گروپ دوسرے نسلی گروپ کو تباہ و برباد کرتا رہا۔ مسلمان دونوں گروپوں کے

شکار ہوتے رہے۔ سربوں کی چیچنک ملیشیا کے ہاتھوں بوسنیا و ہرزگووینا اور سربوں اور کوسوو میں مسلمانوں کا جو کل عام ہوا، اُن کی تعداد پانچ لاکھ کے قریب تھی۔ نازیوں نے بھی بڑا ظلم و ستم کیا۔ اُن کے ہاتھوں صرف دو سال (1940-1941ء) میں ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ نازی کیمپوں میں باقاعدہ رجسٹر اندراج کے ذریعے لوگوں کو نمبر وار قتل کیا گیا۔ موت کے ان کارخانوں میں مسلمان خواتین کے چہرے نوچ لیے جاتے اور اُن کی عصمتیں لوٹ لی جاتیں اور مردوں کی کہنیوں تک کی کھال کھینچ لی جاتی۔ اس طرح عورتوں سے پردے کا اور مردوں سے وضو کا انتقام لیا گیا۔

جنگ کے دوران ہی 29 نومبر 1943ء کو مارشل ٹیٹو نے بوسنیا کے ایک شہر جاجسی (Jajce) میں عارضی حکومت تشکیل دے دی۔ یہ حکومت دراصل اُس دولت یوگوسلاویہ کے قیام کی تمہید تھی جو دو سال بعد ہی چھ جمہوریتوں پر مشتمل وجود میں آنے والی تھی۔ چنانچہ 1924ء میں جب یوگوسلاویہ کے آخری بادشاہ کو بھی تاج و تخت سے الگ کر دیا گیا تو 29 نومبر 1945ء کو ”یوگوسلاویہ فیڈرل ری پبلک“ کی حیثیت سے منصفہ شہود پر آ گیا۔ اس کا دستور 24 جنوری 1946ء کو نافذ کیا گیا جو سوویت یونین کے 1936ء کے دستور کا چہرہ تھا جس میں جزوی تبدیلی کر دی گئی تھی۔

پچاس کے عشرے کے آخری سال اس لحاظ سے یوگوسلاویہ کی معاصر تاریخ کے اہم سال ہیں کہ ان سالوں میں مذہب و نسل کے امتیاز کے بغیر یوگوسلاویہ کی تمام قومی اور وطنی تحریکوں اور کمیونسٹ نظریات کے حامل گروپوں کے مابین شدید تصادم ہوئے۔ کمیونسٹوں نے چیچنک موومنٹ اور اُستاشا موومنٹ دونوں کے خلاف زبردست پروپیگنڈا مہم چلائی اور دونوں کی وطن پرستی کو مشکوک بنا کر رکھ دیا۔ وہ دراصل اس طرح قومی احساسات کی ترجمانی کرنے والے تمام ماڈلوں کو راستے سے ہٹانا چاہتے تھے۔

مسلمان بے چارے دونوں طرف سے پس رہے تھے۔ دنیا کی کوئی طاقت اُن کی مدد کرنے والی نہ تھی۔ کچھلی کسی قسط میں بیان ہو چکا ہے کہ آسٹریا، ہنگری اور اقتدار میں مسلمانوں کے رہنما مفتی مومستار علی فہمی نے 1900ء میں بوسنیا و ہرزگووینا کے مسلمانوں کے حقوق کے لیے جنگ لڑی تھی۔ مفتی علی فہمی قانونی اور سیاسی امداد حاصل کرنے کے لیے جب استنبول گیا تو ہنگری حکام نے اُسے واپس بوسنیا میں داخل نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد 1906ء

میں علی بیگ فردوس نے مسلمانوں کی قیادت سنبھالی اور ”تنظیم ملت اسلامیہ“ قائم کی اور اسے بذریعہ جمہوری انتخاب مضبوط و محکم بنیادوں پر اُستوار کیا۔ اُن کی جدوجہد کے نتیجے میں مسلمانوں کے اوقاف کی تنظیم ہوئی، جس میں اوقاف کی حفاظت اور اس کے مقاصد کو بروئے کار لانے کا طریقہ کار بیان کیا گیا ہے۔ اسے ”قانون وقف معارف“ کہتے ہیں۔ اس قانون کی رُو سے عام اوقاف اور مدارس اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کے اوقاف کی نگرانی کے لیے ایک سپریم کونسل بنائی گئی جو نامزد آٹھ سرکاری ارکان (رییس العلماء چھ مفتی اور ایک ناظم مجلس اوقاف) اور 24 غیر سرکاری ارکان پر مشتمل تھی۔ سپریم کونسل کا صدر ”رییس العلماء“ ہوتا تھا۔ یہ ظلم اگرچہ وقف اور دینی تعلیم تک محدود تھا، مگر اس ظلم کی بدولت مسلمانوں کا دینی تشخص، تہذیبی ادارے اور دینی تعلیم کی حفاظت و ترقی کا کچھ انتظام ہو گیا۔ رییس العلماء کو حکومت نامزد کرتی تھی، اور بہت سے معاملات میں حکومت کی مداخلت ہوتی رہتی تھی۔ تاہم مسلمانوں کے لیے یہ نظام نفیست تھا۔ اس کے ذریعے مسجدیں اور مدرسے قائم کرنے کا راستہ کھل گیا۔ 1909ء سے لے کر 1930ء تک یہ قانون جاری رہا۔ ”تنظیم ملت اسلامیہ“ کی سرگرمیاں نہ صرف بوسنیا و ہرزگووینا تک تھیں، بلکہ سربیا، ماونٹی نیگرو اور مقدونیہ میں بھی اس کے اثرات تھے۔

علی بیگ فردوس کے بعد تنظیم ملت اسلامیہ کی سربراہی ایک اور مضبوط شخصیت کے ہاتھ آ گئی۔ یہ ڈاکٹر محمد سپاہو (Spaho) تھے۔ 1936ء میں نیا آئین نافذ ہوا تو مسلم وقف معارف کے قانون میں بھی کچھ تبدیلیاں ہوئیں۔ مگر ڈاکٹر محمد سپاہو اور اُن کے ساتھیوں کی مدد سے مسلمانوں نے اپنے مذہبی اداروں کو بچانے کی بڑی کوشش کی۔ اس نئے آئین کے تحت اسلامی کمیونٹی کی نمائندگی مندرجہ ذیل اداروں کے ذریعے ہوئی:

مجلس جماعت العلماء، اضلاعی وقف کمیشن، سراجیوو اور سکوپیا میں مجلس علماء وقف معارف کی سپریم کونسل، وقف بورڈ، اور پھر رییس العلماء اپنی پوری کونسل کے ساتھ یا چیدہ افراد کے ساتھ۔ رییس العلماء کی سرکاری سکونت گاہ سراجیوو میں تھی۔ مفتی کا عہدہ منسوخ کر دیا گیا۔ یہی وہ تنظیم تھی جس کے ذریعے تنظیم ملت اسلامیہ (یوگوسلاوی مسلم آرگنائزیشن) نے محمد سپاہو کی قیادت میں مسلمانوں کو سنبھالا اور ملک کے اندر مسلمانوں کا ایک مقام پیدا کر لیا۔ (جاری ہے)

امریکہ کا اگلا ہدف کون؟

پاکستان، ایران یا شام؟

محمد نذیر بلوچ

ان دنوں مستقبل قریب میں پاکستان کے قبائلی علاقہ جات پر امریکا کے ممکنہ حملے کا بہت چرچا ہو رہا ہے۔ اکثر و بیشتر دانشور، ماہرین اور تجزیہ نگار اسی خدشے کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ نومبر 2008ء میں منعقد ہونے والے امریکی صدارتی انتخابات ہیں۔ قیاس آرائی یہ ہے کہ صدر بش اپنی باعزت رخصتی اور ریپبلکن پارٹی کو جتوانے کے لئے الیکشن سے پہلے کوئی بڑی کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ممکنہ کامیابی عراق، ایران، شام، افغانستان اور یا پھر پاکستان میں کسی غیر معمولی مہم جوئی کی صورت میں حاصل کئے جانے کا امکان ہے۔ عراق اور افغانستان کے محاذوں سے تو امریکیوں کے لئے کسی نئی خوشخبری کی امید اب بہت کم دکھائی دے رہی ہے۔ البتہ اب ایران، شام اور پاکستان کے خلاف کارروائی کے لئے فضا کافی عرصہ سے ہموار کی جا رہی ہے، لہذا کسی نئی مہم جوئی کا ہدف انہی ممالک میں سے کوئی ایک ہو سکتا ہے۔ ایران و شام پر امریکی حملے کا مقصد ان کی ایٹمی تنصیبات (اگر واقعی ان کا کوئی وجود ہے کیونکہ عام خیال یہی ہے کہ شام میں تو ایسی کوئی بھی چیز نہیں ہے) کو تباہ کرنا ہوگا، جبکہ پاکستان پر امریکی حملے کا اولین ہدف طالبان مجاہدین کی سرکوبی اور آخری ٹارگٹ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو نشانہ بنانا، اور ان کو اپنے کنٹرول میں لینا ہے۔

ان تین ممکنہ اہداف میں سے کسے ترجیح دی جائے گی، اس کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں۔ تاہم کچھ قوی دلائل اور آثار و قرائن ایسے ہیں، جن کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان پر فوری امریکی حملے کا امکان ایران و شام کی نسبت بہت کم ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں:

☆ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت مسلمہ ہے، جبکہ ایران و شام ابھی اس صلاحیت کے حصول کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں۔ پاکستان و ایران کی نسبت شام کی دفاعی پوزیشن

خاصی کمزور ہے۔ انسان کی عمومی فطرت اور اب تک کی امریکی روش کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ آسان تر ہدف کو ہی ترجیح دے گا۔

☆ پاکستان کے حکمران امریکہ کے ساتھ تعاون، مفاہمت اور عدم مزاحمت کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ایرانی و شامی قیادت ابھی تک امریکیوں کے سامنے واضح طور پر جھکنے یا بکنے کے لئے تیار دکھائی نہیں دیتی۔

☆ پاکستانی حکومت پر مختلف اقسام کے دباؤ ڈال کر اسے قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر بھارت یا افغانستان میں سے کسی ایک کو پاکستان کے خلاف جنگ کی شہ دی جا سکتی ہے۔ اُسے اپنی عسکری قوت سے خوف زدہ کیا جا سکتا ہے یا اندرونی طور پر عدم استحکام پیدا کرتے ہوئے ہماری حکومت کو بلیک میل کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کو کنٹرول میں رکھنے کا ایک اور اہم حربہ اس پر معاشی دباؤ میں اضافہ کی صورت میں بھی موجود ہے۔ ارب ہا ارب ڈالر کے قرضے میں جکڑا ہوا پاکستان عالمی مالیاتی اداروں کا دباؤ برداشت کرنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ ایرانی حکومت کو تو فی الحال اس قسم کے کسی خطرہ کا سامنا نہیں ہے۔ البتہ شام کے اسرائیل و لبنان کے ساتھ سرحدی تنازعات موجود ہیں۔

☆ پاکستان پر کسی بڑے امریکی حملہ کی صورت میں نہ صرف امریکیوں کے خلاف پہلے سے موجود نفرت میں غیر معمولی اضافہ ہوگا، بلکہ یہاں موجود طاقتور جہادی عناصر کو مزید پذیرائی ملے گی، جس کا نتیجہ اسلام پسندوں کے سیاسی غلبہ کی صورت میں برآمد ہو سکتا ہے۔ غالب امکان ہے کہ امریکی یہ خطرہ مول لینا پسند نہیں کریں گے۔

☆ پاکستان پر حملے کی صورت میں اگر پاکستانی قیادت دلیرانہ مزاحمت پر آمادہ ہو جاتی ہے تو اس بات کا قوی امکان ہوگا کہ امریکی جارحیت کا شکار اور اس کی پالیسیوں سے نالاں ایران سمیت بہت سے مسلمان ممالک پاکستان

کو امریکی جارحیت کے خلاف آخری مضبوط چٹان خیال کرتے ہوئے بھرپور مالی و فوجی کمک پہنچائیں، جس کے نتیجے میں عالم اسلام کے اتحاد کی راہ بھی ہموار ہو سکتی ہے۔ پاکستان کا آزمودہ حلیف چین بھی اس خطے میں امریکی اثرات کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لئے اس کی مدد کو پہنچ سکتا ہے۔ اس موقع پر امریکا کا دیرینہ حریف روس بھی اس جنگ میں اپنا کردار ادا کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے، جس کی وجہ سے اس جنگ کا دائرہ وسیع ہو سکتا ہے اور نوبت عالمی جنگ یا ایٹمی جنگ تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ امریکی ایسی کسی صورت حال کے پیدا ہونے کے متحمل نہیں ہو سکتے، بلکہ پاکستان کو اندرونی طور پر مزید کمزور اور بین الاقوامی طور پر بالکل تنہا کرنے کی پالیسی کو ترجیح دیں گے۔

☆ پاکستان و شام کی بجائے ایران پر حملہ کو اس بنا پر ترجیح دی جا سکتی ہے کہ (امریکیوں کے خیال میں) شیعہ مملکت ہونے کی وجہ سے ایران کو عالم اسلام کی طرف سے ویسا تعاون حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ پاکستان کو ایک سنی مملکت ہونے کی بنا پر مسلم دنیا سے حاصل ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔

☆ اس ترجیح کی ایک اور بڑی وجہ امریکا اور اسرائیل کی یہ شدید خواہش بھی ہو سکتی ہے کہ عراق کی طرح ایران و شام کی ایٹمی تنصیبات کو بھی جتنا جلد ہو سکے، تباہ کر دیا جائے تاکہ یہ دونوں ممالک پاکستان کی طرح ایٹمی ہتھیار بنانے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

☆ اس سارے معاملہ میں اسرائیل کو ایرانی و شامی خطرے سے محفوظ و مامون رکھنے کا فیکٹر نہایت فیصلہ کن ثابت ہو سکتا ہے کہ بقول اقبال ع فرنگ کی رگ و جان پنچہ یہود میں ہے۔

متذکرہ عوامل کی بنا پر یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ امریکا پاکستان کے خلاف کوئی فیصلہ کن کارروائی کرنے سے پہلے سو بار سوچنے پر مجبور ہوگا۔ پاکستان کے حوالہ سے امریکی گہرے تذبذب کا شکار ہیں، لہذا موجودہ حالات میں وہ کسی بڑے رسک کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ پاکستان کے حوالے سے بہترین امریکی حکمت عملی وہی ہو سکتی ہے جو اس وقت اختیار کی گئی ہے یعنی چھڑی اور گاجر (Stick and Carrot) کی پالیسی۔ ہمارے حکمران مفت کی گاجر میں کھانے کے شوقین ہیں۔ امریکی چھڑی سے ڈرنا اور پوری قوم کو ڈرانا ان کا (باقی صفحہ 10 پر)

وہ شاخ ہی دہری جس پآ شیانہ تھا

پروفیسر جناب احمد خان

لارڈ کرزن (LORD CURZON)

برطانوی سیاست دان ہے، جو 1886ء میں دارالعوام کارکن بنا، 1891ء میں نائب وزیر ہند مقرر ہوا، 1899ء میں ہندوستان کا وائسرائے بنا۔ وائسرائے کی حیثیت سے اس نے اصلاحات نافذ کیں اور شمال مغربی سرحد میں امن قائم کیا۔ 1905ء میں لارڈ کچر سے اختلاف پیدا ہونے کے باعث وائسرائے کے عہدے سے مستعفی ہو گیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران برطانوی کابینہ میں شامل ہوا اور لارڈ ہیلفور کے بعد وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ 1922ء میں اسے دوبارہ وزیر خارجہ بنایا گیا اور وزیر خارجہ برطانیہ کی حیثیت سے لوزان کانفرنس (1922-23ء) کی صدارت کی۔

لوزان (LAUSANNE) سوئٹزر لینڈ کی جھیل جنیوا کے شمالی کنارے پر واقع ایک شہر ہے، جو پیرس سے میلان والی جانے والی شاہراہ پر ہے، اسی مقام پر ترکی اور اتحادیوں کے مابین معاہدہ صلح کے لیے مذاکرات اور کانفرنس ہوئی (24 فروری 1922ء)۔ مذاکرات کے طویل سلسلے کے بعد اتحادیوں اور ترکی میں صلح نامے پر دستخط ہوئے۔ لارڈ کرزن کے کارناموں میں برطانوی ہند میں برار کا الحاق (1902ء)، ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی کا شاندار دور بار منعقدہ دہلی (1901ء) تہت مہم (1904ء)، تقسیم بنگال (1905ء)، قانون انتقال اراضی پنجاب کا نفاذ، قانون جامعات اور صوبہ سرحد میں قیام امن کے مشہور واقعات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس طرح پولینڈ اور روس کے مابین سرحدی خط لارڈ کرزن کا تجویز کردہ تھا، اسی لیے اسے کرزن لائن (CURZON LINE) کہا جاتا ہے۔ لارڈ کرزن ان افراد میں تھا، جنہوں نے عثمانی خلافت کے خاتمے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔

جنگ عظیم اول کے خاتمے پر مغرب نے اپنے آلہ کار کے طور پر مصطفیٰ کمال پاشا کو استعمال کیا۔ 3 مارچ 1924ء کی صبح اس اعلان کے ساتھ کہ ”عظیم قومی اسمبلی نے خلافت کے خاتمے اور مذہب کی سیاست سے علیحدگی

کے قانون کی منظوری دے دی ہے“، امت مسلمہ کے لیے بیسویں صدی کا سب سے بڑا سانحہ رونما ہوا، جس کے بعد چالیس لاکھ مربع میل پر قائم سرزمین خلافت 50 چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گئی۔ اتحاد و یکجہتی کی علامت ”خلافت“ ختم ہو گئی۔ خلافت عثمانیہ کے انہدام کے بعد لارڈ کرزن نے برطانوی پارلیمنٹ میں انتہائی فخر سے کہا:

”حقیقت یہ ہے کہ ترکی تباہ ہو چکا ہے۔ اب وہ کبھی اپنی عظمت رفتہ بحال نہیں کر سکتا، کیونکہ ہم نے اس کی روحانی طاقت کو تباہ کر دیا ہے، یعنی اسلام اور خلافت“۔

خلافت عثمانیہ جس کا ڈنکا مشرق و مغرب میں بجاتا تھا، جس کی سرحدیں تینوں براعظموں پر پھیلی ہوئی تھیں، جس کی روح اگرچہ آخری سلاطین کی عیش و نشاط کے باعث بے عملی نے کمزور کر دی تھی۔ دور زوال کی تمام تر

خلافت عثمانیہ کے انہدام کے بعد لارڈ کرزن نے برطانوی پارلیمنٹ میں انتہائی فخر سے کہا تھا: ”ترکی تباہ ہو چکا ہے۔ اب وہ کبھی اپنی عظمت رفتہ بحال نہیں کر سکتا، کیونکہ ہم نے اس کی روحانی طاقت کو تباہ کر دیا ہے، یعنی اسلام اور خلافت“

حشر سامانیا عثمانی خلفاء میں در آئی تھی، جس کی وجہ سے وہ دوسروں کے قرض پر اپنا کاروبار حکومت چلا رہے تھے۔ قرض کی سہ نے انہیں اس نہج پر پہنچا دیا، جہاں خود مختاری گروی ہوتی چلی گئی۔ مفلوج خلافت آکسیجن کے سہارے زندہ تھی۔ دشمنوں کو یہ حالت بھی گوارا نہ تھی۔ بالآخر مصطفیٰ کمال پاشا سے اس کی جسمانی موت کا اعلان کرنا ضروری سمجھا گیا۔ خلافت کی جسمانی موت کے اعلان نے جہاں دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں پر سکتہ طاری کر دیا، وہاں لارڈ کرزن اور اس قبیلے کے افراد اور اقوام کے ہاں گھی کے

چراغ جلانے لگے۔ 14 مئی 1920ء کو برطانیہ اور اس کے اتحادیوں نے سان رومیوں سیورے (فرانس) میں ترکی سے معاہدہ سیورے میں مندرجہ ذیل شرائط منوائیں:

☆ سلطان ترکی اتحادیوں کی حمایت سے استنبول میں حکومت قائم کرے گا ☆ اتحادیوں کو آبنائے پر قبضہ کرنے اور جب چاہیں ایشیائی ترکی کے کسی حصے پر قابض ہونے کا اختیار ہوگا ☆ ترکی کو توڑ کر آرمینیا کی ایک نئی مملکت قائم کر دی جائے گی، جس میں مشرقی اناطولیہ، ارض روم، ترازون اور آذربائیجان وغیرہ صوبے شامل کر کے حدود کے قیام کے لیے امریکا کو ثالث بنایا جائے گا ☆ ترکی عرب ممالک کے متعلق اپنے تمام دعوؤں سے دستبردار ہوگا ☆ شام کی نگرانی فرانس، عراق اور اردن کی برطانیہ کو دی جائے گی ☆ اٹلی ایلین ابابا، یونان سمرنا اور مغربی اناطولیہ کو اپنے قبضے میں لے لیں گے۔

اس معاہدے نے خلافت عثمانیہ کے متعلق برطانیہ اور اس کے حلیفوں کے عزائم واضح کر دیے تھے۔ برطانیہ فرانس اور دوسرے اتحادیوں نے سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے کر لیے تو برصغیر کے مسلمان راہنماؤں میں ہچان پچا ہو گیا، جس کے نتیجے میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا۔ اس تحریک میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خان، حکیم اجمل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور مولانا حسرت موہانی جیسے مسلمان قائدین شریک تھے۔

تحریک خلافت کے آغاز کی وجہ یہ بنی کہ جنگ عظیم اول کے دوران ترکوں نے اتحادیوں (برطانیہ، فرانس، روس وغیرہ) کے خلاف وسط یورپ کی طاقتوں (جرمنی، آسٹریا اور ہنگری وغیرہ) کا ساتھ دیا۔ برصغیر پاک و ہند کے علاقے پر برطانیہ کی حکمرانی تھی۔ مسلمانوں کے لیے نازک صورت حال پیدا ہوئی، تو انہوں نے برطانوی حکومت سے رابطہ کیا۔ برطانوی حکومت نے مسلمانوں کو اطمینان دلایا کہ نہ خلافت کو گزند پہنچے گی اور نہ ہی مقامات مقدسہ کے لیے کوئی خطرہ پیدا ہوگا، لیکن 1916ء میں انگریزوں نے شریف مکہ سے ساز باز کر کے ترکوں کے خلاف بغاوت کرادی اور پھر شریف اور اس کے بیٹوں کی مدد سے فلسطین پر بھی قبضہ کر لیا اور عراق میں بھی برطانوی افواج پہنچ گئیں۔ جنگ میں اتحادیوں کی کامیابی کے بعد مسلمانوں کو یقین تھا کہ برطانیہ اپنے وعدے پورے کرے گا، مگر معاہدہ سیورے کی مذکورہ بالا شرائط نے برطانیہ کے

مذموم عزائم کے متعلق مسلمانوں کو جو شبہ تھا اس کو حقیقت بنا دیا۔ مولانا محمد علی جوہر نے لندن جا کر برطانوی وزیراعظم سے ایفائے عہد کی درخواست کی، مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ تحریک خلافت شروع ہوئی اور اس نے ملک گیر صورت اختیار کر لی۔ برطانیہ سے ترک موالات اور عدم تعاون کا فیصلہ کیا گیا اور انگریزوں نے عثمانی خاندان کے ایک فرد وحید الدین کو سلطان کا لقب دے کر کٹھ پتلی خلیفہ بنا دیا، مگر مسلمان مطمئن نہ ہوئے۔ اسی اثناء میں کمال پاشا نے ”آزادی“ کی جنگ شروع کی تو برصغیر کے مسلمانوں نے چندہ جمع کر کے لاکھوں روپے ترکوں کی مدد کے لیے بھیجے۔ کمال کی جدوجہد کے نتیجے میں معاہدہ سیورے کا خاتمہ ہو گیا اور ترکوں سے نیا معاہدہ ہوا۔ سلطان وحید کی جگہ نئے سلطان عبدالحمید مقرر ہوئے۔ بظاہر اطمینان کی کیفیت پیدا کر کے مصطفیٰ کمال کے ہاتھوں خلافت کا خاتمہ کر کے سلطان اور اس کے خاندان کو جلا وطن کر دیا گیا۔ جب ترکوں نے خود خلافت کا خاتمہ کر دیا تو برصغیر کے مسلمانوں کی تحریک خلافت بھی دم توڑ گئی۔

تحریک خلافت ختم تو ہو گئی لیکن اس نے خلافت کا خاتمہ کرنے والی منصوبہ ساز برطانوی حکومت کی بنیادیں ہلا دیں اور ایک اسلامی ریاست کے قیام کی ضرورت کا مسلمانوں میں احساس بیدار کر دیا۔ تحریک پاکستان اسی احساس کا عملی اظہار تھا۔ پاکستان دنیا کی واحد مملکت تھی جو اسلامی نظریہ حیات کی بنیاد پر قائم ہوئی، برطانیہ کو تقسیم پر رضامند ہونا پڑا لیکن وہ اس آزاد مسلم قوم پر اپنی فکری اولاد کو مسلط کر گیا، جس نے نظریاتی اساس کو ایسا پس پشت ڈالا کہ نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتی پھر رہی ہے اور ”کمال ازم“ کی بھول بھلیوں میں گم استعمار کی در یوزہ گری میں مصروف ہے اور کھیل ہر چڑھتے سورج کے ساتھ بگڑتا چلا جا رہا ہے۔ سامراج اور اس کے گماشتے بھوکے بھیڑیوں کی طرح چاروں طرف سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔

لارڈ کرزن نے خلافت کے سقوط کے وقت یہ کہا تھا کہ ہم نے ترکی کی روحانی طاقت اسلام اور خلافت کو ختم کر دیا۔ آج 85 برس کے بعد خلافت کے نظام سے وہ اب بھی خطرہ محسوس کر رہے ہیں اور لارڈ کرزن کی اولاد میں سے ٹوٹی بلیئر اور اس کے سرپرست بش نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کی ناکامی پر خلافت کی واپسی کا ڈراوادے رہے ہیں، کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ خلافت وہ نقطہ اتحاد ہے جس سے مغرب کے استعماری نظام اور بے خدا تہذیب کو خطرہ ہے۔ مالٹا کے جزیرے میں قید ایک انگریز افسر نے

مولانا حسین احمد مدنی سے کہا تھا کہ سارا یورپ دو لفظوں ”خلافت اور جہاد“ سے کا پتا ہے، وہی کچی آج بھی طاری ہے۔ 27 رجب کو معراج نبویؐ نے مسلم امہ کو تسخیر اور بلندی کا جو سبق دیا ہے، اسے بھلانے کا خمیازہ 28 رجب 1342ھ کو خلافت کے سقوط کی صورت میں اٹھانا پڑا اور مسلم امہ او آئی سی، عرب لیگ اور دیگر تنظیموں کے باوجود اتحاد و یکجہتی کی قوت سے محروم ہو گئی۔

وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا اب وقت آ گیا ہے ہم علامہ اقبال کی اس صدا پر کان دھریں۔
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لاکھوں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
(بشکریہ روزنامہ ”اسلام“)



بقیہ: ادارہ

مفاد یہ ہے کہ چین کو محدود کیا جائے۔ اُس کے لئے اُسے گوادری بندرگاہ کی ضرورت ہے۔ اسی لیے آزاد بلوچستان کی تحریک کی پشت پناہی کی جا رہی ہے۔ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ جب اسرائیل اپنے تحفظ کے لئے ہم سے ایٹمی صلاحیت چھیننا چاہتا ہے اور امریکہ اپنی سپر میسی قائم رکھنے کے لئے بلوچستان پر قبضہ کرنا ضروری سمجھتا ہے تو ہم کتنی ہی خوشامدیں کر لیں، غلامی اور چاکری کا کوئی بھی انداز اختیار کر لیں، آخر وہ اپنا مفاد ترک کر کے ہماری خوشامد اور غلامی کو کس طرح قبول کر لیں گے۔ ہم پسپا ہوتے ہوتے دیوار سے لگ گئے تو وہ اُس پر بھی بس نہیں کریں گے۔ اپنا مفاد حاصل کرنے کے لئے ہمیں دیوار میں چن دیں گے۔ اس لیے کہ پاکستان واحد اسلامی ایٹمی طاقت ہے، کہ اگر پاکستان کا خاتمہ ہو جائے، تو عالم اسلامی کی قوت پاش پاش ہو جائے گی۔ حکمران خدارا سمجھیں کہ ایک مطالبہ تسلیم کرنے کا مطلب ہوگا کہ اگلا مطالبہ آ رہا ہے۔ اس لیے کہ انہیں اپنے آخری ہدف تک پہنچنا ہے۔ آپ کو اتنی انگریزی تو آنی چاہیے کہ **Do more** کا مطلب سمجھ آ جائے، وگرنہ بچپن میں پڑھی وہ کہانی **Woff and the Lamb** کو دوبارہ پڑھ لیں اور **Wolf** کی جگہ اگر **Woff** پڑھ لیں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے دیرینہ ساتھی، رفیق تنظیم اسلامی، مرکزی انجمن خدام القرآن کے بانی رکن اور سابق ناظم اعلیٰ جناب قمر سعید قریشی کی اہلیہ انتقال کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رفقاء تنظیم اسلامی اور قارئین ندائے خلافت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ العزیز

17 اگست (بروز اتوار نماز عصر) تا 23 اگست 2008ء (بروز ہفتہ نماز ظہر) تک

مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہولا ہور میں ہفت روزہ

مبتدی، ملتزم تربیت گاہ

منعقد ہو رہی ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت رابطہ: 0333-4311226 042-6316638-6366638

نام کتاب:

دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے معصوم شکار

مصنف:

ڈاکٹر ایم اے سلوی

مترجم:

محمد یحییٰ خان

ناشر:

نگارشات پبلیشرز، 24 مزنگ روڈ، لاہور

قیمت:

350 روپے

تبصرہ نگار: حقیق الرحمن صدیقی

11 ستمبر 2001ء کا سانحہ دلخراش اور ہیبت ناک تھا مگر اس کی کوکھ سے جن قیامت خیز سانحوں نے جنم لیا، انہوں نے پوری دنیا بالخصوص عالم اسلام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ امریکہ نے صورت حال کا معروضی جائزہ لیے بغیر رازہائے درون میخانہ سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اسلام کے نام لیواؤں کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا۔ جبر و قہر اور جوہر و ستم کی ایک ایسی آندھی چلی، سفاکیت و بربریت کا ایسا طوفان پھا کیا گیا کہ نہ صرف افغانستان کرچی کرچی ہو کر رہ گیا بلکہ عراق بھی بے گناہوں کے خون سے لت پت ہو کر رہ گیا۔ اسرائیل کی پیٹھ ٹھونک کر فلسطین کا تیا پانچ کیا گیا، لبنان کا حلیہ بگاڑا گیا اور پاکستان کے امن و چین کو عارت کر کے رکھ دیا گیا۔ دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے نام پر لڑ رہے خیز مظالم کی انتہا کر دی گئی۔ اس سے وہ اسلامی فلاحی تنظیمیں بھی نہ بچ سکیں جو دنیا بھر میں غریبوں، یتیموں، یتیموں، یتیموں، یتیموں اور بحری طوفانوں کے مارے ہوئے لوگوں کی بے لوث مدد کر رہی تھیں۔ جو مفلسوں، ناداروں اور پے ہوئے محروم طبقوں کے زخموں پر پھابا رکھ رہی تھیں۔ یتیم بچوں کے لیے سکول اور کالج چلا رہی تھیں۔ نیکی، بھلائی، خیر خواہی اور راحت سازی کے جزیرے سجا رہی تھیں۔ ان تنظیموں کو دہشت گردوں کا ساتھی ٹھہرا کر ان کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ان کے دفاتر بند کر دیئے گئے اور یوں انہیں بے دست و پا بنا دیا گیا۔

خیز تنظیموں بالخصوص مسلمان تنظیموں (این جی اوز) کے ساتھ روادار کھانے والا یہ سنگدلانہ اور بھیمانہ رویہ نہایت ہی روح فرسا اور تاسف انگیز ہے۔ ان تنظیموں کی گراں مایہ مساعی پر جو ضرب لگائی گئی، اس سے متاثرین کو شدید نقصان پہنچا ہے اور مزید بے خطا اور معصوم افراد اس سے مسلسل متاثر ہو رہے ہیں۔ نامور محقق ڈاکٹر ایم اے سلوی نے اپنی کتاب Innocent Victims in the Global war on Terror میں جسے کہنے مشق صحافی محمد یحییٰ خان نے ”دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے معصوم شکار“ کے عنوان سے نہایت خوب صورت ترجمے کی صورت میں پیش کیا ہے: ان مظلوم رضا کارانہ تنظیموں کی روداد بیان کی ہے۔

یہ کتاب کیا ہے؟ یہ غریب، نادار، بے کس اور آفت رسیدہ انسانوں کی بے لوث خدمت کرنے والی اسلامی فلاحی تنظیموں کے ابتلا و آزمائش کی دل دہلا دینے والی سرگزشت ہے۔ پال فنڈ لے سابق رکن امریکی کانگریس کے الفاظ میں ”یہ انسانی ایجے کی ایک ایسی رپورٹ ہے جو اب تک تشنہ اظہار رہی ہے۔ فاضل مصنف نے انسانی مصائب کو اپنی منفرد مہارت

اور غیر جانبداری کے ساتھ مصدقہ اور مشاہداتی اعداد و شمار کی مدد سے پیش کیا ہے اور حالات و واقعات کا ایک ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ کوئی حساس انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا“ ایک طرف اگر مصنف نے حالات و واقعات کی متاثر کن تصویر کھینچی ہے تو دوسری طرف مترجم نے سادہ، سلیس اور دل میں اترنے والا ایسا اسلوب اپنایا ہے کہ کتاب ترجمہ نہیں، ان کی اپنی تالیف معلوم ہوتی ہے۔ ترجمانی کی بجائے واقعات محمد یحییٰ خان نے ترجمہ کا حق ادا کر دیا ہے۔

انسانی خدمت کا جذبہ یقیناً مستحسن مگر خدمت کی آڑ میں عالمی سامراجی قوتوں کے تزویراتی مفادات کے لیے سرگرم عمل رہنا، ایک نہایت ہی قابل مذمت اور توجیح فعل ہے۔ بعض این جی اوز اسی طرز عمل کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ وہ مالی وسائل اور سہولیات کا حصول ممکن بنا کر فرنگی تہذیب کے لیے راہیں ہموار کرنے پر مامور ہیں۔ یوں عالم اسلام میں اسلامی اخلاقی اقدار کی ہیبت بگاڑ رہی ہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں کی رفاہی تنظیمیں ہیں جنہیں ریاستی دہشت گردی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ انہیں دہشت گردی کا مددگار قرار دے کر نہ صرف ان کے فنڈز منجمد کر دیئے گئے ہیں بلکہ ان کے خدمت گاروں کو طرح طرح کی اذیتوں کا بھی شکار کر دیا گیا ہے۔

”ان گروپوں کے دفاتر ایگزیکٹو آرڈر نمبر 13224 کے تحت بند کر دیئے گئے۔ یہ آرڈر حکومت کو ایسی تنظیموں کے اثاثوں پر قبضہ کرنے کا اختیار دیتا ہے جن پر دہشت گردوں کے ساتھ رابطے کا شبہ ہے۔ اٹارنی لیڈیل جارج نے جو تیس سے زائد مسلم رفاہی اداروں کی وکالت کرتا ہے، بتایا ”اس الزام کی کوئی عدالتی تحقیقات نہیں ہوئی۔ بی آئی ایف (بیٹے ووینس انٹرنیشنل فاؤنڈیشن) کے اثاثے ”USA Patriot“ ایکٹ کے تحت منجمد کئے گئے۔ حکمتا مے کے مطابق یہ کارروائی اس امر کی تفتیش کے لیے کی گئی کہ دہشت گردوں کے ساتھ روابط کا پتہ چلا یا جاسکے۔ بعد ازاں متعدد عرب ممالک کو یہ سفارشات بھیجی گئی کہ مذہبی تعلیم کے لیے مقررہ ہیں گھنٹے کے اوقات گھٹا کر صرف نو گھنٹے کر دیئے جائیں۔ تعلیم کو صرف عبادت تک محدود رکھا جائے۔ جہاد کا موضوع ممنوع قرار دیا جائے اور یہودیوں پر تنقید اور ان سے نفرت کا سلسلہ بند کیا جائے۔“ (صفحہ 132)

یہ تو ایک مثال صرف امریکہ کی تھی: دوسرے متعدد ممالک بوسنیا، کوسوو، اردن، مراکش وغیرہ میں بھی یہی حکمانہ اور جاہلانہ طرز عمل اختیار کیا گیا ہے۔ نگارشات پبلشرز لاہور سے چھپنے والی یہ کتاب ایسے مستند شواہد سے بھری پڑی ہے۔ اس کا مطالعہ نہ صرف سامراجی طاقتوں کے مذموم عزائم کو آشکار کرتا ہے بلکہ مغرب کے دوہرے معیار کو بھی بے نقاب کرتا ہے۔

اعتذار

گزشتہ شمارے میں کمپوزر کی غلطی سے مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو میں آئندہ منعقد ہونے والی مبتدی و ملتزم تربیت گاہ کی تاریخ 20 تا 26 اپریل (2008) چھپ گئی۔ جبکہ صحیح تاریخ 17 تا 23 اگست 2008ء ہے۔ ہم اس غلطی پر معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

حلقہ سرحد جنوبی کے زیر اہتمام فقیر آباد میں سہ روزہ دعوتی پروگرام

15، 16 اور 17 جولائی کو بعد نماز مغرب جامع مسجد مدنی فقیر آباد میں ایک سہ روزہ فہم دین پروگرام منعقد ہوا، جس میں رفقاء کے علاوہ کثیر تعداد میں احباب نے بھی شرکت کی۔ پہلے دن میجر محمد علی نے درس دیا۔ یہ درس عبادت رب کے موضوع پر تھا۔ دوسرے روز امیر تنظیم اسلامی پشاور خورشید انجم نے ”دعوت دین“ کے موضوع پر درس دیا۔ تیسرے دن کا درس وارث خان کے ذمہ تھا۔ انہوں نے اقامت دین کی جدوجہد کے حوالے سے مفصل گفتگو کی۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء میں عبادت رب اور رسول انقلاب کا طریق انقلاب کے پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ اس پروگرام کی میزبانی اُسرہ حضرت عثمان غنیؓ فقیر آباد نے کی۔ پروگرام میں 70 کے قریب رفقاء اور احباب نے شرکت کی۔ شرکاء نے پروگرام کو سراہا۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام میں حصہ لینے والوں کو اجر عظیم سے نوازے۔ (رپورٹ: محمد اصغر ملک)

تنظیم اسلامی گوجران شرفی کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری

بعد از نماز مغرب پروگرام کا باقاعدہ آغاز خورشید احمد کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اُس کے بعد ملترم رفیق خالد محمد شاہ نے درس قرآن دیا۔ اُن کا موضوع اہل ایمان کے اوصاف، سورۃ المؤمنین کی روشنی میں تھا۔ جاوید اختر نے درس حدیث دیا۔ نماز عشاء اور کھانے کے وقفے کے بعد پروگرام کا دوبارہ آغاز ہوا، تو ملترم رفیق اللہ دتہ نے قول و فعل کے تضاد کے حوالے سے ایک حدیث رسول ﷺ کا مطالعہ کرایا۔ بعد ازاں راقم نے حالات حاضرہ کے متعلق تفصیل سے گفتگو کی، بالخصوص بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے کیوٹی وی پر نشر ہونے والے درس کے حوالے سے جو شرانگیز پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے، اس کے متعلق رفقاء اور احباب کو اصل صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد شرکاء کو آرام کا وقت دیا گیا۔ رات کے آخری پہر انہیں جگایا گیا۔ نماز تہجد اور تلاوت قرآن کے بعد نماز فجر ادا کی گئی، جس کے بعد حافظ ندیم مجید نے درس قرآن دیا۔ ناشتہ کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا، اور رفقاء اور احباب اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اس پروگرام میں 7 رفقاء اور 4 احباب نے شرکت کی۔ (مرتب: فاروق حسین)

حلقہ سرحد شمالی میں مبتدی تربیت گاہ

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام حیر گڑھ ضلع دیر میں 6 تا 12 جولائی کو مبتدی تربیت گاہ منعقد ہوئی۔ تربیت گاہ میں چالیس رفقاء و احباب نے شرکت کی، جو مختلف جگہوں سے آئے تھے۔ تربیت گاہ کے پروگرام درج ذیل ترتیب سے ہوئے۔ صبح نماز فجر سے 45 منٹ پہلے شرکاء کو جگایا جاتا تا کہ نماز فجر سے پہلے تہجد ادا کریں اور پھر ترجمہ نماز اور دُعا میں یاد کرنے کی نشست میں بیٹھیں۔ مرکزی ناظم دعوت رحمت اللہ بٹ اور محمد ناصر بھٹی اس کا اہتمام کرتے۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوتا، جس کے مدرس رحمت اللہ بٹ اور محمد ناصر بھٹی تھے۔ درس کے بعد انفرادی اعمال اور آرام کا وقفہ ہوتا۔ ناشتہ کے بعد 9 تا 2 بجے ایک ایک گھنٹہ کی چار کلاسیں ہوتیں جن کے دوران آدھے گھنٹے کا وقفہ ہوتا۔ اس کے دوران مختلف مقررین مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے، جس کا انداز لیکچر منڈا کرہ اور سوال و جواب کا ہوتا۔ شرکاء کے لئے تمام موضوعات نئے، دلچسپ اور موثر تھے، جس سے وقت گزرنے کا احساس نہ ہوتا۔

نماز ظہر کے بعد ظہرانہ اور پھر نماز عصر تک آرام کا وقفہ ہوتا۔ عصر تا مغرب کی نشست میں صبح کے بیان کردہ موضوعات کے متعلق ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات اور اشکالات کا جواب دیا جاتا۔ اس کے بعد رفقاء باری باری اپنا تفصیلی تعارف کراتے، جس میں وہ تنظیم میں

شمولیت کی وجہ بھی بتاتے جو دوسروں کے لیے دلچسپ اور سبق آموز ہوتی تھی۔ مغرب تا عشاء بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے مختلف دینی موضوعات پر لیکچر بڈریو ویڈیو دکھائے جاتے۔ چند اہم موضوعات یہ تھے: اسلام کا انقلابی منشور، نظم جماعت کی اہمیت اور صبح و اطاعت کا اسلامی تصور اور بیعت پر مبنی نظام جماعت سازی۔ نماز عشاء کے بعد عشاء اور آرام کا وقفہ ہوتا۔ مرکز کے قریب والی مسجد میں نماز باجماعت ہوتی اور اس کے بعد ایک حدیث سنائی جاتی جسے اہل محلہ بھی بہت توجہ سے سنتے۔

آخری دن کا لیکچر دو نشستوں پر مشتمل تھا۔ پہلے لیکچر میں ناظم اعلیٰ محترم اظہر بختیار خلیلی نے تنظیمی ڈھانچے اور رفقاء کے کردار پر بات کی اور بتایا کہ تنظیم کس طرح کام کر رہی ہے۔ دوسرے نشست میں امیر محترم حافظ عاکف سعید نے تنظیم اسلامی کی قراردادنایس کی تشریح کی اور سورۃ العصر کی روشنی میں لوازم نجات کی تشریح کی۔ آخر میں احباب نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شرکاء نے نہایت نظم کا مظاہرہ کیا اور نئے عزم اور خوشگوار یادوں کے ساتھ رخصت ہوئے۔ (مرتب: احسان الودود)

اسرہ جزائوالہ کے زیر اہتمام ہفتہ وار ”درس قرآن“ کا آغاز

بفضلہ تعالیٰ تنظیم اسلامی جزائوالہ کے زیر اہتمام ہفتہ وار درس قرآن مجید کا آغاز کیا گیا ہے۔ یہ درس قرآن بروز اتوار بعد از نماز عصر راقم کی رہائش گاہ پر ہوتا ہے۔ پہلی تین نشستوں میں ”قرآن مجید اور ہماری ذمہ داریاں“ اور ”تعارف قرآن“ پر سیر حاصل گفتگوئیں ہوئیں۔ چوتھی نشست سے سورۃ ق سے ترجمۃ القرآن کا آغاز ہوا۔ ان دنوں سورۃ النجم زیر درس ہے۔ درس قرآن کے اس پروگرام میں کم وبیش 20 افراد شرکت کرتے ہیں۔ شرکاء درس کی اکثریت شعبہ تعلیم سے وابستہ ہے۔ گزشتہ پروگرام کے اختتام پر شرکاء میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء کی تواضع کی جاتی ہے۔ (رپورٹ: حافظ محمد مختار)

خصوصی دو روزہ تربیت گاہ

برائے مدرسین (صوبہ پنجاب)

ان شاء اللہ العزیز

23 اگست (بروز ہفتہ) صبح 9 بجے تا 24 اگست (بروز اتوار) بوقت ظہر

قرآن آدیشوریم

191۔ اتاترک بلاک نیوگارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہو رہی ہے

امیر محترم کی خواہش کے مطابق زیادہ سے زیادہ مدرسین (خصوصاً وہ جنہوں نے سابقہ دو سالوں میں شرکت نہیں کی) لازماً شرکت فرمائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت رابطہ:

042-6316638 6366638

0333-4311226

شامی صدر کا دورہ ایران

شام کے صدر بشار الاسد دورہ دورے پر ایران پہنچ گئے۔ وہ دراصل فرانسیسی صدر نکولاں سارکوزی کا یہ پیغام لائے ہیں کہ ایران ثابت کرے کہ اس کا ایٹمی منصوبہ پُر امن ہے۔ شامی صدر نے ایک ماہ پہلے فرانس کا دورہ کیا تھا۔

ادھر امریکہ نے ایرانی حکومت کو فیصلہ کرنے کے لیے ایک ہفتہ دیا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اگر ایرانی حکومت نے یورینیم کی افزودگی کا منصوبہ منجمد کر دیا، تو عالمی طاقتیں بدلے میں اسے سول ایٹمی توانائی، تجارت، سائنس و ٹیکنالوجی، زراعت اور مالیات کے شعبوں میں مدد دینے کو تیار ہیں۔ دوسری صورت میں ایران پر مزید پابندیاں لگ سکتی ہیں۔ امکان یہی ہے کہ ایرانی اپنا ایٹمی منصوبہ منجمد نہیں کریں گے۔

صومالیہ پھر انتشار کا شکار

صومالیہ کی عبوری حکومت نے پچھلے سال کے آغاز میں اُس وقت موغادیشو کا انتظام سنبھالا تھا جب داخلی اور خارجی سازشوں کے بعد اسلامک کورٹس یونین کی حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ عبوری حکومت کے صدر عبدالرحمن یوسف جبکہ وزیر اعظم نور حسن حسین ہیں۔ اب غیر ملکی طاقتوں کے منظور نظر دونوں رہنماؤں کے مابین شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ ان اختلافات کے باعث عبوری کابینہ کے 15 میں سے 10 وزراء نے استعفٰی دے دیے ہیں۔ یہ وزراء صدر کے حمایتی تھے۔

صومالیہ میں اقوام متحدہ کے نمائندے احمد داوود اب صدر اور وزیر اعظم کے مابین اختلافات ختم کرانے کی کوشش کر رہے ہیں، تا کہ غیر ملکی طاقتوں کے خلاف برسرِ پیکار محب وطن اسلام پسند قوتوں کے اقتدار میں آنے کی راہ مسدود کی جاسکے۔

غزہ میں خانہ جنگی

یہ فلسطینی مسلمانوں کی بد قسمتی ہے کہ ان کی دو بڑی سیاسی جماعتیں حماس اور الفتح آپس میں دست و گریباں ہیں۔ عالمی طاقتیں اور مسلمانوں کے دشمن اس سچی میں ہیں کہ ہر مسلمان ملک میں متحارب گروہوں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑا دیا جائے۔ فی الوقت فلسطین، پاکستان، صومالیہ، افغانستان، عراق اور سوڈان میں ان کی سازشیں کامیاب ہوتی نظر آتی ہیں۔ پچھلے ہفتے غزہ میں حماس اور الفتح کے کارکنوں کے مابین کئی جھڑپیں ہوئیں جن میں چند لوگ مارے بھی گئے۔ یہ صورتحال تشویشناک ہے۔ فلسطین کے مسلمانوں کو چاہیے کہ صیہونیوں کی سازشوں کو سمجھیں اور باہمی طور پر متحد ہو کر ان کا مقابلہ کریں اور ارض فلسطین کو یہودیوں کے خونیں پنجے سے آزاد کرانیں۔

اسرائیل..... شام مذاکرات

استنبول میں ہونے والے اسرائیل..... شام مذاکرات کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہو گئے۔ شام اسرائیل سے گولان کی پہاڑیوں والا اپنا اہم علاقہ واپس لینا چاہتا ہے، جبکہ اسرائیلی چاہتے ہیں کہ شامی حکومت یہود کے شدید دشمن ایران، حماس اور حزب اللہ سے اپنے تعلقات ختم کر دے۔ مقصد صاف ظاہر ہے کہ اسے تنہا کر کے جارحیت کا نشانہ بنایا جائے۔

کوسوو کے پاسپورٹ آگے

یورپ میں حال ہی میں آزاد ہونے والی مسلم ریاست، کوسوو نے اپنا پاسپورٹ جاری کر دیا ہے۔ اس ملک کو اب تک دنیا کے 43 ممالک تسلیم کر چکے ہیں۔ یہ پاسپورٹ ان تمام ملکوں میں کارآمد ہوگا۔ کوسوو کی تاریخ میں یہ عمل ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن یہ بات حد درجہ افسوسناک ہے کہ مسلم ممالک میں سے صرف چار ملکوں نے کوسوو کو تسلیم کیا ہے۔ باقی سب نے مجرمانہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔

انور ابراہیم انتخاب لڑیں گے

ملائیشیا کے سابق نائب وزیر اعظم اور حزب اختلاف کے مرکزی رہنما، انور ابراہیم ضمنی انتخابات میں حصہ لیں گے۔ یاد رہے، انہیں ایک نئے مقدمے میں الزامات کا سامنا ہے اور امکان ہے کہ جلد یا بدیر انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ انور کا کہنا ہے کہ ایک بار پھر انہیں سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا گیا ہے، کیونکہ وہ حزب اختلاف کو مجتمع کر کے موجودہ حکومت گرانا چاہتے تھے۔ ملائیشیا میں کیے گئے عوامی جائزوں کے مطابق عام لوگوں کی اکثریت انور ابراہیم کو بے گناہ سمجھتی ہے۔ انہیں یقین ہے کہ موجودہ حکومت ان پر جھوٹا الزام لگا کر انور کو راہ سے ہٹانا چاہتی ہے۔

کویت میں بنگلہ دیشی کارکنوں کا احتجاج

مشرق وسطیٰ کے امیر ترین ملک کویت میں لاکھوں بنگلہ دیشی کارکن ملک کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہیں، لیکن ان کی تنخواہیں خاصی کم ہیں اور اوپر سے مہنگائی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس لیے پچھلے دنوں 5 ہزار سے زائد بنگلہ دیشی کارکنوں نے جلوس نکالا اور کویتی حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ بد قسمتی سے یہ جلوس دلگافساد میں بدل گیا۔ اس پر کویتی پولیس نے ایک ہزار بنگالی کارکنوں کو گرفتار کر کے ملک بدر کر دیا۔ تاہم کویتی حکومت نے بنگلہ دیشی کارکنوں کے رہنماؤں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ کارکنوں کو واجبات ادا کرے گی۔

لیبیا کے وزیر اعظم روس میں

لیبیائی وزیر اعظم بغدادی محمودی روس پہنچ گئے ہیں، جہاں انہوں نے ہم منصب ولادیمیر پوٹن سے اہم ملاقات کی۔ لیبیا روس سے بھاری ہتھیار اور ایٹمی بجلی گھر خریدنا چاہتا ہے۔ روس کی جانب لیبیا کا یہ جھکاؤ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روس پھر عالمی سیاست میں ایک اہم کھلاڑی کا کردار ادا کرنے والا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ چین اور روس امریکا کے بالمقابل آئیں جس نے دنیا کا چودھری بن کر اسے تشدد کی آگ میں جھلسا دیا ہے۔

ترکی میں بحران ٹل گیا

ترکی کی آئینی عدالت نے حکمران اے کے پارٹی پر پابندی لگانے کی درخواست مسترد کر دی ہے۔ یوں اس اہم مسلمان ملک میں کئی ماہ سے جاری بحران ٹل گیا ہے۔ درخواست کی حمایت میں چھ ججوں نے ووٹ دیا مگر وہ ایک جج کی کمی سے منظور نہ ہو سکی۔ تاہم آئینی عدالت نے بطور سزا اے کے پارٹی کی سرکاری امداد میں کمی کر دی ہے۔ آئینی عدالت کا فیصلہ آتے ہی ترکی معاشی بحران سے نکل آیا اور سٹاک ایکسچینجوں میں کاروبار بڑھ گیا ہے۔ ظاہر ہے جب ملکی سیاسی صورت حال خراب ہو، تو اس کا اثر سب پر پڑتا ہے۔ پاکستان کو بھی اس مسئلے کا سامنا ہے اور وہ بھی شدید حد تک۔

کینیا میں مسلمانوں پر ظلم

کینیا میں مسلم تنظیموں نے ملک کے کیبنٹ سیکرٹری فرانسس موتھارا پر الزام لگایا ہے کہ وہ مسلمانوں سے متعلق ایک اہم رپورٹ دبا کر بیٹھ گیا ہے اور صدر تک جانے نہیں دے رہا۔ اس رپورٹ میں مسلم رہنماؤں نے شواہد دے کر ثابت کیا ہے کہ کینیا کی حکومت یوگس الزامات پر مسلم نوجوانوں کو گرفتار کرتی اور انہیں دہشت گرد بنا کر امریکہ، اسرائیل یا برطانیہ کے حوالے کر دیتی ہے۔

کینیا کے صدر نے پچھلے سال مسلم تنظیموں کے اصرار پر یہ رپورٹ مرتب کرنے کا حکم دیا تھا۔ تاہم فرانسس موتھارا جیسے سرکاری افسر اس رپورٹ کو صدر تک پہنچنے نہیں دیتے کیونکہ انہیں خطرہ ہے، اس طرح مسلمانوں پر سرکاری ظلم افشاں ہو جائیں گے۔